۱۲ج/۱۲ 8/10/19

مردِ عارف کیلئے ہے اس میں رازِ زندگی اہلِ بینش کیلئے ہے سوز و سازِ زندگی

اسلامی، ادبی، تمدنی، معاشرتی مضامین کا

ماہانہ رسالہ

عارف

میری نوا سے ہوئے زندہ عارف و عامی
دیا ہے میں نے انہیں ذوقِ آتش آشامی
عجب نہیں کہ مسلماں کو پھر عطا کر دے
شکوہِ سنجر و فقرِ جنید و بسطامی

مدیر
عبدالرحمٰن شوق امرتسری

پروپرائٹر
ملک دین محمد

چندہ سالانہ ایک روپیہ

ملک دین محمد پرنٹر پبلشر نے فیروز پرنٹنگ ورکس ۱۱۹ سرکلر روڈ میں طبع کرا کر بل روڈ لاہور سے شائع کیا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

P1/01/8 9/1

فہرست مضامین

نمبر شمار	نگارشات	صاحب مضمون	نمبر صفحہ
۱	معارف القرآن	مدیر	۵
۲	احادیث خیرالانام	"	۱۰
۳	تیرے بغیر	جناب ماہرالقادری حیدرآباد دکن	۱۴
۴	تذکرہ بزرگانِ اسلام	مدیر	۱۵
۵	وارداتِ شب	جناب ماہرالقادری حیدرآباد دکن	۲۶
۶	عمل اصل عبادت ہے	جناب عبدالرحمٰن ناصر مدرسۃ الاصلاح سرائے میر	۲۷
۷	ہماری زبان کا نام	علامہ محترم سید سلیمان ندوی اعظم گڑھ	۳۰
۸	مظلوم کے آنسو	ملک حاجی محمد صاحب حاجی لاہور	۳۵
۹	پروازِ خیال	سید اشفاق حسین صاحب اشفاق لکھنوی	۳۶
۱۰	سندھ اور مسلمان	اے۔ ایم خان نشتر گورکھپوری	۳۷
۱۱	مسلم خواتین کی بے پردگی	مولینا عبدالقیوم صاحب ندوی آف سترکھ	۳۹

گزارش واقعی :- عارف کے بعض قلمی معاونین کے جو قابلقدر مضامین اشاعت حاضرہ میں بھی درج نہیں ہوسکے وہ عارف کی آیندہ اشاعت میں یقیناً درج ہونگے۔ لہٰذا محترم مشاہیر علم وادب اس تاخیر وتعویق کو نظرانداز فرماتے ہوئے براہ کرم عارف کی قلمی اعانت کو ہمیشہ مدنظر رکھا کریں۔

(مدیر)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

عارف :-

لاہور

جلد ۱ | ماہ جون ۱۹۳۷ء | نمبر ۹

لمعاتِ اولین :-

پچھلے مہینے کے عارف میں اس خادم اہل قلم نے جس تجدید عمل کی استدعا کی تھی۔ اس سے مقصود یہ تھا، کہ ملک کے صدہا اہلِ قلم میں سے اگرچند ایک ہی فلسفۂ اسلام، اسلامی تہذیب و تمدن، سادہ اور آسان مسلم طریق معاشرت وغیرہ پر (ادبی رنگ میں) اپنے اپنے خیالات کا اظہار فرماتے۔ تو یہ امر نہ فقط ناچیز مدیر عارف کا ہاتھ بٹانے کا موجب، بلکہ اسلامی لٹریچر میں مفید اضافہ کا باعث ہوتا۔ لیکن اس عرضداشت پر چونکہ آج تک کسی اہل قلم نے توجہ نہیں فرمائی۔ اسلئے مشاہیر علم وادب کی اس بے توجہی پر تعجب کیساتھ جن خیالات کا پیدا ہونا لازمی ہے ان کو یہ خادم اہل قلم ظاہر کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہے۔

عدیم الفرصتی، بے توجہی، غیر ضروری، بے فائدہ تقاضا، خوشامد وغیرہ کی ایسی تمام توجیہات کے بعد ان باتوں کا ذہن نشین ہو جانا بھی یقینی ہے (۱) بعض اہل قلم فسانہ نگاری کے علاوہ کسی اور موضوع پر لکھنا ہی نہیں چاہتے (یا شاید نہیں جانتے) (۲) کچھ ایسے ہیں جو تقلید اور جدت، مفید و مضر کی بحث سے بے نیاز ہو کر صرف زمانہ کے رُخ اور موجودہ فکاہی و افسانوی مذاق کے مطابق آرٹ، حسن، نیچر وغیرہ کو ہی اپنا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

مطمح نظر قرار دیتے ہوئے، انہی موضوعات کے متعلقہ واقعات و حادثات کو ادبی و فکاہی رنگ میں رنگنا ضروری خیال کرتے ہیں (۳) اکثر ایسے ہیں جو مذہبی تعلیم اور اسلامی معلومات سے ناواقف ہیں (۴) وہ علماء ادباء محترم صرف انگلیوں پر ہی شمار ہو سکتے ہیں۔ جو ہر ایک موضوع پر موجودہ ادب کے مطابق لکھ سکتے ہیں اور انہی مخدومان محترم سے مدیر عارف کی استدعا ہے کہ وہ تساہل و تقاضا، منفعت و خوشامد سے بے نیاز ہو کر محض اسلام اور مفاد مسلمین کے لئے عارف کو اپنی قلمی اعانت سے محروم نہ فرمائیں

اسی طرح ملک کے سینکڑوں رسائل، اخبارات کے ہزارہا ناظرین میں سے عارف صرف انہی معزز تعلیم یافتہ قارئین کرام سے اپنی اعانت کا خواستگار ہے جنہیں اسلامی، ادبی، تاریخی، اقتصادی مضامین سے دلچسپی ہے۔ لہذا جبکہ عارف حتی الوسع اپنی قارئین کرام کے مذاق کے مطابق ہر ماہ انکی دلچسپی کا سامان بہم پہنچانے میں کوشاں ہے تو امید کیجا سکتی ہے کہ محترم قارئین کرام بھی اپنا فرض ادا کرنے کیلئے عارف کا سالانہ زر چندہ ادا کرنے نیز اسکی ترقی اشاعت کی تحریک سے جدید خریداران عارف پیدا کرنے میں کارکنان عارف کو رہین منت فرمائینگے۔

یہ خادم اہل قلم اپنے فرض ادارت کو ضروری اور کسی شخصیت یا منفعت کو غیر ضروری سمجھتے ہوئے نہ فقط ایسے موصول شدہ مضامین عارف میں درج کرنے سے مجبور ہے (جو کہ معیار ادب پر پورے نہ اتریں) بلکہ عام فکاہی، فلمی، افسانوی مذاق کی تقلید سے بھی بالعموم بچ کے فکاہی فلمی افسانوی مذاق کو مدنظر رکھتے ہوئے عارف کے مخدوم ڈاکٹر محمد پرائٹر صاحب نے لاہور کے ایک فکاہی فلمی بلند پایہ رسالہ "نواب صاحب" کی ملکیت کے تمام حقوق بلکہ رسالہ ہذا کے زندہ دل نوجوان سابق پروپرائٹر و ایڈیٹر نواب صاحب ایم اشفاق غازی سلمہ کی خدمات صرف رسالہ نواب صاحب کے اہتمام کیلئے بلکہ عارف کی کنویسنگ کے متعلق بھی حاصل کر لی ہیں۔ چنانچہ ماہ جون ۱۹۳۷ء کا رسالہ نواب صاحب اب بزم ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز تاجران کتب لاہور، وابستہ عارف کے ساتھ شائع ہونا شروع ہو جائیگا۔ لہذا جن اصحاب کو ادب اسلامی کے علاوہ فکاہی، فلمی، افسانوی ادب سے دلچسپی ہو۔ انکو رسالہ نواب صاحب لاہور بھی طلب کرنا چاہیئے۔

بعض اہل قلم کے قابلقدر مضامین درج عارف ہونے میں جو تاخیر ہو رہی ہے اس تاخیر سے کسی صاحب مضمون کو یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ ان کا مضمون رسالہ عارف کی پالیسی کے خلاف ہے۔ بلکہ ان کو یقین رکھنا چاہیئے کہ ایسے تمام مضمون مدیر عارف کے فائل میں محفوظ ہیں۔ جو اگرچہ عارف کی محدود ضخامت کے باعث آج تک شائع نہیں ہو سکے۔ لیکن وقت اور موقعہ کے لحاظ سے یکے بعد دیگرے ایسے تمام قابلقدر مضامین عارف کی زینت کا باعث ہوتے رہیں گے۔

(مدیر)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

معارف القرآن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ثُمَّ يَتُوبُ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ
يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

پھر اسکے بعد اللہ تعالیٰ جس پر چاہے گا اپنی (رحمت سے) رجوع کرے گا (یعنی توبہ قبول کرے گا) اور اللہ تعالیٰ مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

توبہ کے معنی رجوع ہونے اور لوٹنے گے ہیں۔ کاملوں گے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے رجوع ہونا یا لوٹنا مزید رحمت واکرام کا باعث ہے۔ اور خطا کاروں گیلئے قبولیت و مغفرت کا سبب۔

لہٰذا ہر ایک بندہ کو اس ارشاد الٰہی کے مطابق اپنے مالک العباد کی بخشش کا اُمیدوار رہنا چاہیئے۔ بر عکس اس کے یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت سے مایوس ہونا غفور الرحیم کی صفات حسنہ میں شک کرنیکا مترادف ہوگا کیونکہ جو شخص اپنی عبودیت و بشریت کی خطاؤں کا اقرار رکھتے ہوئے اپنے مالک حقیقی سے رحمت و مغفرت کا طلبگار رہتا ہے۔ وہ یقیناً ارحم الراحمین کی رحمت سے سرفراز ہوتا ہے۔

لیکن صحیح معنوں میں اپنی خطاؤں اور گناہوں پر نادم ہونا چاہیئے۔

اگرچہ دُنیا کی کسی خطا کا اظہار ندامت آنکھوں سے اور اُسکا اقرار یا معذرت زبان پر منحصر ہے۔ لیکن کسی دینی گناہ کا احساس ندامت دل سے اور اس کا اقرار یا امید بخشش بارگاہ الٰہی میں توبہ اور سر تسلیم خم کرنے پر ہی موقوف ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

دُنیا کے جملہ مذاہب کے بالمقابل (چونکہ صرف مذہب اسلام کا) زمانۂ سلف ہی ایسا درخشاں اور مسلمانوں کے لئے باعثِ صد افتخار ہے۔ جسکے سامنے دنیا کا کوئی ایک مذہب اپنے زمانۂ سلف کی وہ تمثیل پیش کرنے سے قاصر ہے جو انسانی زندگی کے ہر ایک شعبہ کی متعلق احکام الٰہی کے مطابق پیش کی جا سکے۔

لہٰذا مندرجہ بالا موضوع یعنی گناہ، ندامت، بخشش و اجابت کے متعلق مجھے اسلام اور زمانۂ سلف کے مسلمانوں کے طرزِ عمل کا ہی ایک واقعہ تمثیلاً عرض کرنا پڑا ہے۔

حضرت ہلالؓ بن امیہ، مرارۂؓ بن ربیع، کعبؓ بن مالک رضوان اللہ تعالےٰ اجمعین زمانہ سلف کے اولین مسلمان تھے۔ اور ان تہتر۷۳ سابقین انصار میں سے تھے۔ جنہوں نے عقبہ ثانیہ میں ہادی اسلام خیرالانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک پر بیعت کی تھی۔ بلکہ ہلالؓ اور مرارۂؓ بدری اصحاب بھی تھے۔ یعنی ان جانثاران اسلام میں سے تھے۔ جنہوں نے جنگ بدر میں شرکت کی تھی۔

۹ سنہ ہجری میں حضور پر نور صلعم کو مجاہدین اسلام کے ہمراہ غزوہ تبوک میں شامل ہونا پڑا۔ لیکن تقریباً ۸۰ نومسلموں کے ساتھ ان ہر سہ۳ اصحاب کبارؓ سے بھی غزوہ تبوک کی شمولیت میں کوتاہی ہوگئی۔

چنانچہ اس دینی کوتاہی پر خدا اور اُسکے رسول مقبول صلعم کی خفگی۔ نیز جانثارانِ اسلام کی اطاعتِ رسولؐ، خطاکاروں کی توبہ و ندامت۔ ازاں بعد اللہ کی مغفرت و رحمت اور اسپر اظہار مسرت وغیرہ کی جو کیفیت حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی ہے۔ وہ قارئین عارف کے لئے باعثِ عبرت و موعظت ہے۔

آپ فرماتے ہیں۔

"میں نے تمام غزوات میں رسول مقبول صلعم کے ساتھ شرکت کی سعادت حاصل کی۔ اور غزوہ تبوک میں بھی اگرچہ شامل ہونے کا قصد تھا۔ لیکن اپنے معاملات نپٹانے میں آج اور کل ہوتے ہوتے جب رسول کریم صلعم کی واپسی کا وقت آ پہنچا۔ تو مجھے اپنے اس تساہل پر سخت افسوس ہوا۔ لیکن اب سوائے معذرت کے اور کیا ہو سکتا تھا"

چنانچہ جب حضور پر نور صلعم میدانِ جنگ سے آتے ہی حسب معمول مسجد میں تشریف لائے۔ تو وہ لوگ جو اس غزوہ میں شامل نہ ہوئے تھے۔ یکے بعد دیگرے حاضر خدمت ہو ہو کر معذرتیں کرنے لگے۔ اور قسمیں کھا کھا کر اپنی سچائی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کا یقین دلانے لگے۔ یہ کچھ اوپر ۸۰ نفر تھے۔ انہوں نے جو کچھ عرض کیا۔ آنحضرت صلعم نے قبول کر کے ان کے دلوں کا معاملہ تو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا۔ لیکن جب میری طرف متوجہ ہوئے تو میرے دل نے یہ گوارا نہ کیا۔ کہ جھوٹی معذرت بنا کر میں اپنی سچائی کا یقین دلاؤں۔ میں نے جو سچی بات تھی وہ صاف صاف عرض کر دی۔

آپ نے سن کر فرمایا۔

اچھا جاؤ اسوقت تک انتظار کرو جب تک اس بات کا اللہ تعالیٰ فیصلہ کر دے "

میں یہ سُنکر مایوس سا ہو گیا۔ پھر میں نے لوگوں سے پوچھا۔ کیا کسی اور شخص کو بھی ایسا حکم ملا ہے؟ لوگوں نے کہا۔ ہاں۔ مرارہؓ بن ربیع اور ہلالؓ بن اُمیہ کو بھی ایسا ہی ارشاد ہوا ہے۔ اسکے بعد رسول اللہ صلعم نے اپنے تمام صحابہ کرامؓ کو حکم دیدیا۔ کہ ہم تینوں سے کوئی بات چیت تک نہ کرے۔

اس ارشاد رسول مقبول صلعم کے مطابق جب سب نے ہم سے منہ پھیر لیا۔ تو اس اچانک مصیبت سے ہمارے لئے دنیا تاریک ہو گئی۔

اس مصیبت میں میرے دونوں شریک حال یعنی مرارہؓ و ہلالؓ نے تو خانہ نشینی اختیار کر لی تھی۔ لیکن میں ایسا سخت جان تھا۔ کہ اس ندامت آمیز زندگی میں بھی روز مسجد نبویؐ میں جا کر نماز با جماعت میں شریک ہوتا۔ اور پھر سب سے الگ ایک گوشہ میں بیٹھ رہتا۔ اکثر ایسا ہوتا کہ نماز کے بعد حضور پر نور صلعم کے قریب جا کر سلام عرض کرتا (اور دل میں یہ خیال رکھتا کہ دیکھوں سلام کے جواب میں حضور پر نور صلعم کے لب ہائے مبارک کو حرکت بھی ہوتی ہے یا نہیں) لیکن حضور پر نور صلعم سلام کا جواب نہ دیتے۔ بلکہ رُخ مبارک پھیر لیتے۔ لیکن کبھی کبھی گوشہ چشم مبارک سے دیکھ بھی لیا کرتے۔ لیکن جب میری نگاہ پاس اٹھتی تو رُخ مبارک پھر جاتا۔

انہی دنوں میں ایک روز شہر سے باہر قتادہ کے باغ تک پہنچ گیا (قتادہ میرا چچا زاد بھائی تھا۔ میں اپنے تمام عزیز و اقارب میں اسے زیادہ عزیز رکھتا تھا) لیکن میں نے جب اسے سلام کہا تو اسنے میرے سلام کا جواب تک نہ دیا۔ اسکے اس روکھے پن پر متعجب ہو کر میں نے اس سے کہا۔

ابو قتادہ! کیا تم نہیں جانتے کہ میں مسلمان ہوں اور اپنے دل میں اللہ اور اس کے رسول مقبول صلعم کی محبت رکھتا ہوں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

لیکن اس نے پھر بھی مجھ سے بات کرنا تو درکنار رُخ تک نہ کیا۔
آخر کار جب میں نے بار بار یہی بات دہرائی تو صرف اتنا کہا:
اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ۔ یعنی اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتا ہے

مفہوم یہ تھا۔ مجھے معلوم تو سب کچھ ہے۔ کہ تم پکے مسلمان بھی ہو اور اللہ اور اسکے رسول صلعم سے محبت بھی کرتے ہو۔ لیکن میں ایسے جاننے کو کیا کروں۔ جاننا تو اللہ اور اسکے رسولؐ برحق کا ہے۔ اور اس کا حکم یہی ہے۔ کہ تم سے کوئی واسطہ نہ رکھوں۔ پھر فرماتے ہیں۔

یہ سنکر مجھ سے ضبط نہ ہو سکا۔ جی بھر آیا اور آنکھوں سے بے اختیار آنسو رواں ہو گئے۔ آخر آنسو پونچھتے اور ارشاد رسول مقبول صلعم پر اپنے مسلمان بھائیوں کی اسقدر اطاعت اور اپنی خطا کی ندامت کا احساس دل میں لئے ہوئے جب وہاں سے واپس ہؤا۔ تو راستہ میں مجھے ایک قاصد نے بادشاہ غسّان کا ایک خط دیا جس میں لکھا تھا:۔

"چونکہ ہمیں معلوم ہوا ہے۔ کہ تمہارا آقا تم پر ناراض ہے اور تم پر سختی کی گئی ہے۔ اسلئے اگر تم ہمارے پاس چلے آؤ۔ تو ہم تمہاری قدر و منزلت کریں گے۔"

یہ خط پڑھ کر میں نے اپنے دل میں کہا۔ لو یہ ایک اور نئی مصیبت آ رہی ہے۔ الغرض جب اس مایوسانہ حالت میں چالیس دن پورے ہو چکے تھے تو حضور پر نور صلعم کی طرف سے مجھے یہ حکم ملا کہ تم اپنی بیوی سے الگ ہو جاؤ۔

میں نے پوچھا۔ کیا طلاق دیدوں؟

کہا گیا۔ نہیں صرف علیحدگی کا حکم ہے۔ بلکہ ہلالؓ اور مرارہؓ کو بھی ایسا ہی ارشاد ہؤا ہے۔

چنانچہ میں نے اس ارشاد رسول مقبول صلعم کے مطابق اپنی بیوی کو اسکے میکے بھجوا دیا۔ اس واقعہ کے بعد جب دس روز اور گزر چکے تو پچاسویں صبح کو جب کہ میں اپنے مکان کی چھت پر نماز پڑھ کر ٹھیک اسی حالت میں بیٹھا تھا۔ جیسی حالت اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیت میں بیان فرمائی ہے۔ جس کا مختصر ترجمہ یہ ہے۔

"اسی طرح ان تینوں شخصوں پر بھی (یعنی مجھ پر مرارہ اور ہلال پر) توجہ فرمائی۔ جن کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا تھا۔ اسوقت جبکہ زمین اپنی تمام وسعت کے بھی ان کے لئے تنگ ہو گئی تھی اور وہ خود بھی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اپنی جان سے تنگ آ گئے تھے۔ اور انہوں نے سمجھ لیا تھا کہ اللہ سے بھاگ کر انہیں کہیں پناہ نہیں مل سکتی۔ بجز اسکے کہ اسی کی طرف رجوع کیا جاوے۔" (القرآن الحکیم سورہ التوبہ ع۱۴)

فی الواقعہ میں اپنی زندگی سے بیزار ہو چکا تھا۔ اور خدا کی ساری زمین میرے لئے تنگ ہو گئی تھی۔ اچانک کیا سنتا ہوں کہ کوہ سلع پر کوئی شخص پکار رہا ہے۔ کہ

"کعب بن مالک بشارت ہو تم کو کہ تمہاری توبہ قبول ہو گئی۔"

تھوڑی دیر میں لوگ جوق در جوق مجھے مبارک دینے کے لئے میری طرف دوڑے اور میں مسجد نبوی میں حاضر ہوا۔ وہاں دیکھا۔ کہ حضور پر نور صلعم اپنے صحابہؓ کے حلقہ میں تشریف فرما ہیں اور چہرۂ مبارک چاند سے زیادہ درخشاں ہے۔ چونکہ ہم سب کو یہ بات معلوم تھی کہ حضور پر نور صلعم جب خوش ہوتے تھے۔ تو چہرۂ مبارک چاند سے بھی زیادہ چمکتا تھا۔ اسلئے ہماری نظر ہمیشہ آپ کے رخ پر نور پر ہی لگی رہتی تھی۔ چنانچہ مجھے دیکھتے ہی فرمایا

"کعب! تجھے اس دن کے ورود کی بشارت دیتا ہوں۔ جو تیری زندگی کا سب سے بہتر دن ہے۔

میں نے عرض کیا۔ میرے حال پر یہ شفقت و رحمت آپ کی جانب سے ہوئی یا اللہ کی طرف سے؟

فرمایا۔ اللہ کی اس وحی سے (جس کا مختصر ترجمہ گزشتہ صفحہ پر درج کر دیا گیا ہے۔

یہ تھا۔ اسلام اور ہادی اسلام کی تعلیم کا اثر۔ خدمت حق میں تساہل کا نتیجہ۔ اطاعت رسول و اخوۃ اسلامی۔ اور زمانہ سلف کے مسلمانوں کا اپنی خطا پر نادم ہو کر توبہ کے لئے درگاہ الٰہی میں بخشش کا امیدوار ہونا

اگر موجودہ زمانہ کے مسلمان۔ زمانہ سلف کے مسلمانوں کا ایسا ہی طرز عمل اختیار کریں۔ تو آج بھی اسلام اور ہادی اسلام کی طفیل مسلمانوں پر اللہ تعالےٰ کی رحمتیں نازل ہو سکتی ہیں۔ (مسلسل)

آہ! صبی مرحوم

جن قارئین کرام نے عارف کے پہلے دو نمبروں کی کتابت ملاحظہ فرمائی ہے۔ یا جو اصحاب اردو رسم الخط کے مبصر ہیں۔ ان کیلئے یہ خبر رنجدہ ثابت ہوگی۔ کہ فن کتابت کا ماہر خصوصی عزیزم امام صبی بن قوی امروہوی عارف کے پہلے دو نمبر لکھنے کے بعد ہی بیماری جگر میں ایسے مبتلا ہوئے کہ بستر علالت سے نہ اٹھ سکے۔ آخر مورخہ ۶ مئی ۱۹۳۷ء کو چار ماہ کی مسلسل علالت اور اپنے عہد شباب میں ہی اس دار فانی سے رحلت کر گئے۔ درگاہ ایزدی میں دعا ہے کہ خداوند کریم مرحوم کو غریق رحمت کرے اور ان کے متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے

عبدالرحمٰن شوق امرتسری (مدیر عارف)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

احادیث خیر الانام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُھُمْ خُلُقًا

"مومنوں میں سب سے زیادہ کامل ایمان اس کا ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں"۔

حسن اخلاق کا اساسی مرکز محبت ہے۔ اور تمام محبتوں کا مرجع و ماویٰ محبت الٰہی۔ لیکن محبت الٰہی توحید سے وابستہ ہے۔ بغیر توحید کے محبت الٰہی سے قلب روشن نہیں ہو سکتا۔ جیسے کہ کسی عارف اکمل کا یہ شعر ہے ؎

ضِیَاءُ الشَّمْسِ وَ الْقَمَرِ اِذَا اشْتَرَکَا
نَمُوْذَجٌ مِّنْ صَفَاءِ الْحُبِّ وَ التَّوْحِیْدِ اِذَا اشْتَکَا

یعنی کہ آفتاب اور چاند کی مشترکہ ضیاء سے (جیسی روشنی ہو سکتی ہے) ویسی ہی پاکیزگی و صفائی کی تمثیل محبتِ توحید میں جذب ہو جانے کی ہے۔ اگرچہ آفتاب و ماہتاب کے باہمی نور کی اس تمثیل کو توحیدِ الٰہی اور اسکی محبت کے انوار کے ساتھ اتنی بھی نسبت نہیں۔ جتنی کہ ذرّہ کو آفتاب سے ہے۔ لیکن دنیا میں بظاہر ان ہر دو انوار کے بالمقابل چونکہ کوئی اور نور ایسا نہیں۔ جسے آنکھ کا نور دیکھنے کی تاب نہ لا سکے۔ اسلئے تمثیلاً کہا جا سکتا ہے۔ جیسے کہ امام الاولیا حضرت شیخ علی رحمتہ اللہ علیہ کا مقولہ ہے۔

"جس طرح آنکھ آسمان کے چاند اور سورج کو دیکھ سکتی ہے۔ اسی طرح توحید و محبت سے اگر انسان کا قلب منور ہو تو وہ اسرار الٰہی بلکہ عرش الٰہی تک دیکھ سکتا ہے"۔

اس محبت الٰہی کے ضمن میں اُس محبوب و محترم ہستی سے بھی محبت کرنا جزو محبت الٰہی ہے۔ جس کی ہدایت

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

و شریعت سے ہر مومن کو گوہر ایمان حاصل ہوا۔ کیونکہ جب تک انسان کے قلب میں فخر موجودات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی محبت دُنیا کی ہر ایک محبت سے زیادہ نہ ہو اسوقت تک کوئی شخص ایمان میں کامل نہیں ہو سکتا۔

جیسے کہ حضور پر نور صلعم کی یہ حدیث ہے جو صحیح بخاری کے باب کتاب الایمان میں ہے

"تم میں سے کوئی اسوقت تک ایمان میں کامل نہیں۔ جب تک کہ اسکے دل میں میری محبت اس کی اولاد، والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ نہ ہو"

یعنے اس محبت کے سامنے دنیائے فانی کی تمام فانی محبتیں رشتہ داریاں اور ہر قسم کی قرابتیں (جو انسان کی خودغرضی اور نفسانی خواہشات سے ملوث ہیں) ہیچ ہیں۔

خدا اور اسکے رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی محبت ہی ایمان کے دو اثرات ہیں۔ تیسرا اثر یہ ہے کہ اپنے ہم جنسوں اور پڑوسیوں سے اسی طرح محبت اور اخلاص رکھے۔ جس طرح کہ اپنے آپ سے۔

جیسے کہ حضور پر نور صلعم کی یہ حدیث بخاری و مسلم کے باب کتاب الایمان میں ہے:۔

"قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ تم میں سے کسی کا ایمان اسوقت تک کامل نہیں جب تک وہ اپنے بھائی اور پڑوسی کے لئے وہی نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے"

لیکن یہ محبت خودغرضی۔ ریاکاری۔ نمائش۔ خوشامد کے لئے نہ ہو۔ بلکہ بے غرض ہو اور صرف خدا کے لئے ہی ہو تاکہ یہ محبت توحید الٰہی میں جذب ہو کر ایمان کو منور کر سکے۔ کیونکہ ایمان ہی مذہب کا اصل الاصول ہے۔ اور تمام نیکیاں۔ ہر قسم کی بھلائیاں۔ خوبیاں۔ اخلاق و ادب۔ تواضع انکساری۔ مہمان نوازی۔ سچائی۔ وعدہ وفائی۔ شرم و حیا وغیرہ وغیرہ یہ ایمان کی ہی کچھ اوپر ستر شاخیں ہیں۔

اور جس شخص میں یہ باتیں نہ ہوں۔ اسکا ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔

جیسے کہ حضرت خیرالانام ہادی اسلام صلعم نے فرمایا ہے:۔

"نفاق کی چار نشانیاں ہیں۔ جس شخص میں ان میں سے ایک بھی پائی جائے خواہ وہ نماز گزار اور روزہ دار ہی کیوں نہ ہو اس میں اسی قدر نفاق کی آمیزش ہے"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

(۱) گفتگو کرے تو جھوٹ بولے۔

(۲) وعدہ کرے تو توڑ دے۔

(۳) امانت سپرد کی جائے تو خیانت کرے۔

(۴) غصہ آئے تو گالی بکے۔

کسی صحابی نے حضور پرنور صلعم سے دریافت فرمایا

کامل اسلام کس مسلمان میں ہے؟۔

فرمایا:۔ "اس مسلمان میں جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے"

اسی طرح ارشاد فرمایا:۔ "ایمان کی ستر سے کچھ اوپر شاخیں ہیں جس میں سے ایک شرم و حیا بھی ہے"

" " " " :۔ "جس کو خدا اور آخرت پر ایمان ہے اسکو چاہیئے کہ زبان سے بات نکالے تو اچھی ورنہ چپ رہے"

" " " " :۔ "اپنے پڑوسی کو دکھ نہ پہنچائے"

" " " " :۔ "مہمان کی عزت کرے"

اپنے اصحاب سے فرمایا:۔ تم میں سے اگر کوئی برائی دیکھے تو اسکو ہاتھ سے مٹا دے یہ نہ ہو سکے تو زبان سے ٹوک دے۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو اپنے دل میں بُرا سمجھے۔ یہ ایمان کا آخری درجہ ہے۔

جو مسلمان ایمان کا کامل درجہ رکھتے ہیں۔ موجودہ زمانہ میں ان مسلمانوں کے دل کا حال تو خدا ہی جانتا ہے۔ البتہ حضور پر نور صلعم کے بعد اُن کے صحابہ کرام و اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین اپنے جس طرزِ عمل سے اکمل الایمان تھے اسکے متعلق امام حسن و امام حسین علیہما السلام کا اسوۂ حسنہ مطالعہ فرمایئے۔

امام الاولیا حضرت شیخ علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ اپنی تصنیف لطیف کشف المحجوب میں لکھتے ہیں۔

"میں نے حکایات میں پڑھا ہے۔ کوفہ میں ایک روز امام حسن علیہ السلام اپنے مکان کے دروازہ پر بیٹھے تھے۔ ایک اعرابی جنگل سے آیا۔ اسنے امام حسنؓ کے سامنے آتے ہی ان کو اور اُن کے ماں باپ کو گالیاں دینی شروع کر دیں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

لیکن آپ نے اسپر بجائے کسی قسم کی ناراضگی ظاہر کرنے کے اس اعرابی سے فرمایا:۔

اے اعرابی۔ کیا تجھے بھوک نے ستایا ہے یا پیاس نے۔ یا کسی نے تم کو آزار پہنچایا ہے؟

اعرابی نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ بلکہ وہ بار بار یہی خرافات بکتا رہا؟ کہ آپ ایسے ہیں۔ اور آپکے ماں باپ بھی ایسے ہی تھے۔

لیکن آپ اعرابی کی یہ خرافات سنتے رہے اور اسے کچھ نہ کہا۔ بلکہ اپنے غلام سے فرمایا،۔

کہ جو دس بدرے درہم دینار سے بھرے ہیں۔ وہ لاکر اس اعرابی کو دیدو۔ غلام نے آپ کے اس حکم کی تعمیل کر دی۔ تو امام ہمام علیہ السلام نے اعرابی سے مخاطب ہو کر فرمایا:۔

اے اعرابی مجھے معذور سمجھ کر معاف کرنا۔ چونکہ گھر میں اسی قدر درہم دینار موجود تھے۔ ورنہ میں تمکو اور دیتا۔

اعرابی نے یہ سنکر کہا۔ چونکہ مَیں نے سُنا تھا کہ آپ رسول مقبول صلعم کی اولاد میں سے ہیں اور میں صرف آپ کے خلق و حلم کی آزمائش کیلئے آیا تھا۔ اور اسی لئے یہ طرز عمل اختیار بھی کیا تھا۔ لیکن اب میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ آپ فی الواقعہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اولاد میں سے ہیں

اس کے آگے اسی کشف المحجوب کے دوسرے صفحہ پر اسی طرح امام حسین علیہ السلام کے خلق و مروت کا ایک واقعہ درج ہے۔

ایک روز امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اُسنے عرض کی۔

"اے ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!۔ مَیں ایک درویش ہوں، عیالدار ہوں۔ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ صرف آج کی رات کے لئے مجھے اور میرے کنبے کو کھانا کھلا دیجئے۔"

اس سوال پر امام حسین علیہ السلام نے فرمایا،۔

"اچھا بیٹھ جاؤ۔ میرا رزق آرہا ہے۔ جب آئے گا تجھے بھی دیدونگا"

تھوڑی ہی دیر بعد امیر معاویہؓ کی طرف سے پانچ تھیلیاں سُرخ دینار سے بھری ہوئی آئیں۔ ہر تھیلی میں ہزار دینار تھا۔ لانے والے نے عرض کی۔

"اے ابن رسول اللہ صلعم! امیر معاویہؓ نے بعد سلام آپ سے معذرت کی ہے۔ کہ سردست اس

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

حقیر رقم کو آپ اپنے خدمت گزاروں پر خرچ کر لیجئے۔ ازاں بعد اس سے زیادہ رقم پیش خدمت کر دیجائیگی"

چنانچہ امیر معاویہ کا فرستادہ شخص ابھی واپس جانے بھی نہ پایا تھا۔ کہ امام حسین علیہ السلام نے پانچ ہزار دینار سرخ کی یہ پانچوں تھیلیاں اس درویش کو بخشتے ہوئے فرمایا۔

"مجھے معاف کرنا۔ کہ مَیں نے آپ کو بہت دیر بیٹھنے کی اور انتظار کرنے کی زحمت دی اگر مجھے معلوم ہوتا کہ صرف پانچ ہی تھیلیاں آئیں گی۔ تو میں کبھی آپ کو اس انتظار کی زحمت نہ دیتا"

یہ تھا اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کا اخلاق۔ حضور پرنور صلعم کے اسوۂ حسنہ کے اتباع کا عملی نمونہ۔ اور ہادی اسلام خیرالانام کی تعلیم کا اثر۔ کاش کہ موجودہ زمانہ کے مسلمان بھی احادیث خیرالانام سے کچھ متاثر ہو جائیں۔ تو اس خادم اہل قلم کی یہ دماغی محنت ٹھکانے لگ جائے۔ (مدیر)

تیرے بغیر

از ماہر القادری

آ کہ دل اب زیست سے بیزار ہے تیرے بغیر
ہر نفس چلتی ہوئی تلوار ہے تیرے بغیر

یہ سہانی رات اور تجھ سے جدائی ہائے ہائے!
ہر شکن بستر کی نوکِ خار ہے تیرے بغیر

رازِ الفت وائے مجبوری ہوا جاتا ہے فاش
حالِ دل شرمندۂ اظہار ہے تیرے بغیر

اب کہاں وہ کیف کی راتیں وہ دلچسپی کے دن
زندگی اک مستقل آزار ہے تیرے بغیر

غیر تو مَیں غیر اپنے بھی پرائے ہو گئے
ساری دنیا برسرِ آزار ہے تیرے بغیر

چشمِ نرگس تک ہی کچھ محدود بیتابی نہیں
گلستاں کا گلستاں بیمار ہے تیرے بغیر

صبح کے آغوش میں نورس شگوفوں کی چٹک
طبعِ افسردہ پہ کتنی بار ہے تیرے بغیر

آ کہ زہد و معصیت کی محفلیں ویران ہیں
رونقِ دنیا و دیں بیکار ہے تیرے بغیر

ڈھونڈتا ہے پھر کسی موضوعِ رنگیں کو خیال
فکرِ ماہر تشنۂ اشعار ہے تیرے بغیر

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

تذکرہ بزرگانِ اسلام

حضرت زبیر بن العوام رضؓ

نام زبیر۔ کنیت ابو عبداللہ۔ لقب حواری رسول مقبول صلعم۔

والد کا نام عوام اور والدہ کا نام صفیہؓ تھا۔ جو حضور پرنور صلعم کی پھوپھی تھیں۔ اس مناسبت سے آپ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔

اسکے علاوہ ذات نبوی صلعم کے ساتھ آپ کو اور بھی متعدد نسبتیں تھیں۔ یعنی ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ کے حقیقی بھتیجے۔ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیٹی اسمار کا شوہر ہونے کی حیثیت سے حضور پرنور صلعم کے ساڑھو بھی تھے۔

آپ کی والدہ حضرت صفیہؓ نے آپ کو زمانہ بچپن سے ہی عالی حوصلہ، بہادر، اولوالعزم، مرد مجاہد بنانے کی تربیت سے آپ کو آراستہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ اور اس شجاعت و مشقت کا عادی بنانے کے لئے ہی آپ کو عموماً اسقدر مارا پیٹا کرتی تھیں۔ کہ ایک روز نوفل نے (جو آپ کے چچا تھے) صفیہؓ پر نہایت برہم ہو کر کہا۔

"تم تو اس بچے کو اس بیدردی سے مارتے مارتے کسی روز مار ہی ڈالوگی"۔

حضرت صفیہؓ نے جواب دیا۔

"جو شخص مجھے اس کا دشمن سمجھتا ہے وہ غلطی پر ہے۔ میں تو اسکو اسلئے مارتی ہوں۔ کہ عقلمند اور بہادر بنے۔ اور بڑا ہو کر فوج کو شکست دیکر مالِ غنیمت حاصل کر سکے۔

چنانچہ والدہ مکرمہ کی اسی تربیت کے اثر سے آپ بچپن میں ہی بہادر جوانوں کا مقابلہ کرتے نہ ہچکچاتے تھے۔ بلکہ ایک دفعہ کسی جوان سے مقابلہ ہوا تو آپ نے ایسا زبردست ہاتھ مارا کہ اس کا ہاتھ ٹوٹ گیا۔ لوگ اس شخص کو اٹھا کر آپکی والدہ مشفقہ کے پاس شکایتاً لائے مگر حضرت صفیہؓ نے معذرت کرنیکی بجائے ان سے پوچھا کہ تم نے میرے زبیر کو کیسا پایا؟

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

بہادر یا بزدل ؟"۔

آپ کے اسلام لانے کی اگرچہ مفصل کیفیت معلوم نہیں ہو سکی۔ تاہم اتنا ثابت ہے کہ آپ نے صرف سولہ برس کی عمر میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔ اور سابقین اسلام میں آپ ممتاز تھے۔

نوجوانی کا عالم تھا۔ طبع بہادرانہ تھی۔ اسپر اسلام اور ہادی اسلام حضور پرنور صلعم کی محبت و عقیدت کا دل میں اسقدر جذبہ تھا۔ کہ ایک روز یہ افواہ سنکر کہ

"مشرکین نے حضور پرنور صلعم کو گرفتار کر لیا"

اسُی وقت جذبۂ محبت رسول صلعم سے بیخود ہو کر ننگی تلوار سونتے مجمع کو چیرتے دربارِ رسالت میں پہنچے۔

حضور پرُنور صلعم نے آپ کی یہ حالت دیکھ کر فرمایا۔

زبیرؓ یہ کیا ہے؟

عرض کی۔ میں نے سُنا تھا (خدانخواستہ) آپ مشرکین کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے۔

یہ سُنکر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس جذبۂ عقیدت سے نہایت خوش ہوئے۔ اور آپ کے لئے دعائے خیر فرمائی۔

اسلامی مورخین نے لکھا ہے۔ کہ یہی وہ تلوار تھی۔ جو اسلام پر فدا ہونے اور ہادی اسلام صلعم پر جانثار ہونے کے لئے ایک مسلم نوجوان کے ہاتھ سے برہنہ ہوئی۔

دیگر مظلومانِ اسلام کی طرح آپ نے بھی مشرکین کے ظلم و ستم سے تنگ آکر پہلے حبش میں ہجرت کی اور کچھ دنوں کے بعد مدینہ شریف میں چلے آئے۔

اگرچہ مکہ میں بھی حضور پرنور صلعم نے حضرت طلحہؓ سے آپکی مواخات کرادی تھی۔ لیکن مدینہ شریف میں حضرت سلمہؓ بن سلامہ انصاری سے حضور پرنور صلعم نے آپ کا اسلامی بھائی چارہ کرادیا۔ حق پسندی، بے نیازی۔ تقوےٰ، پارسائی، سخاوت و ایثار آپ کا خاص شیوہ تھا۔ اور شجاعت و شہامت آپ کا طبعی جذبہ۔ رقت قلب اور خوفِ الٰہی کا یہ عالم تھا۔ کہ قرآن مجید کی اس آیہ شریف اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ سے تَخْتَصِمُوْنَ کے نازل ہونے پر ہادی اسلام خیرالانام صلعم سے عرض کیا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

ویارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کیا روز حشر ہمارے جھگڑے پھر دہرائے جائینگے ؟۔

حضور پر نور صلعم نے فرمایا۔ ہاں ایک ایک ذرّہ کا حساب ہوگا۔ اور حقدار کو اسکا حق دلایا جائے گا۔ یہ ارشاد رسول مقبول صلعم سنکر کانپتے ہوئے دل سے کہا۔

" اللہ اللہ کیسا سخت موقع پیش آنے والا ہے "

اس شجاعت و شہامت اور رسول مقبول صلعم کی سچّی عقیدت و محبت کی طبعی خاصیت کے باعث تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ اور ایسی جانبازی و دلیری کے ساتھ دشمنانِ اسلام سے جنگ کی کہ بڑے بڑے دلاوروں کو ایک ہی وار میں خاک و خون میں ملا دیا۔

غزوہ بدر میں آپ اس بے جگری سے لڑے کہ دشمن کی صفیں چیرتے ہوئے جس طرف نکل جاتے تھے۔ مشرکین کا صفایا ہی کر کے لوٹتے تھے۔

ایک تنومند مشرک نے ٹیلے پر کھڑے ہو کر نعرۂ مبارزت بلند کیا تو آپ بیتابانہ وار ٹیلے پر چڑھ کر اس سے پل پڑے۔ دونوں لڑتے لڑتے نیچے قلابازیاں کھاتے ہوئے آرہے تھے۔ یہ حال دیکھ کر حضور پر نور صلعم نے فرمایا۔

"ان دونوں سے جو سب سے پہلے زمین پر آگرتھے گا۔ وہ مقتول ہوگا"

چنانچہ پہلے مشرک ہی زمین پر گرا اور آپ کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوا۔

اسی غزوہ میں عبیدہ بن سعید سے (جس نے سر سے پاؤں تک زرہ پہنے اپنے تمام جسم کو محفوظ کر رکھا تھا صرف آنکھیں کھلی تھیں) مقابلہ آپڑا۔ تو تاک کر اس زور سے نیزہ اسکی آنکھ میں مارا کہ کھوپڑی کے پار نکل گیا۔ آخر اس کی لاش پر بیٹھ کر بڑی مشکل سے اپنا نیزہ نکالا۔ تو اس کا پھل ٹیڑھا ہو گیا تھا۔ اس نیزہ کو حضور پر نور صلعم نے آپ سے لے کر بطور یادگار اپنے پاس رکھا۔ اور حضور پر نور صلعم کے بعد خلفائے ثلاثہ میں تبرکاً منتقل ہوتا رہا۔ خلیفہ ثالثؓ کے بعد آپ کے حقیقی وارث حضرت عبد اللہ کے پاس پہنچا۔ اور ان کی شہادت تک انہیں کے پاس رہا۔

۳ھ ہجری میں غزوہ احد ہوا۔ اس معرکہ میں بعض تیراندازوں کی بے احتیاطی سے اگرچہ مجاہدین اسلام میں

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

شکست کے آثار نظر آرہے تھے۔ لیکن شمع نبوت کو جن چند جانثاران اسلام نے اپنے حلقہ میں لے رکھا تھا۔ انہیں جانثاروں میں آپ بھی محبت رسول مقبول صلعم کا حق پروانہ وار ادا کر رہے تھے۔

اسی غزوہ میں آپ کے ماموں حضرت حمزہؓ شہید ہوئے تھے۔ اور آپکی والدہ حضرت صفیہؓ نے اپنے بہادر بھائی کی تجہیز و تکفین کیلئے دو کپڑے پیش کئے۔ لیکن آپ کے سیدالشہدا ماموں کے ساتھ ایک اور انصاری مسلم کی لاش بھی بے گور و کفن پڑی تھی۔ اسلئے آپ کی مساوات پسندانہ طبیعت کو یہ گوارا نہ ہؤا کہ ماموں کے کفن کے لئے تو دو کپڑے ہوں اور دوسرا مسلم بھائی بے کفن ہی دفن ہو۔

چنانچہ آپ نے دونوں شہیدوں کیلئے پہلے تو ان دونوں کپڑوں کو ناپا۔ چونکہ ایک بڑا تھا۔ پھر قرعہ ڈال کر جسکے حصہ میں جو ٹکڑا آیا۔ وہ اُسکے کفن کے لئے دیا۔

غور کیجئے گا کہ سوائے اسلام اور اسکے جانثاروں کے کون سا مذہب اور اس کے پیروکاروں میں کون سا شخص اس اسلامی اور عملی مساوات کا ثبوت پیش کر سکتا ہے

۵ھ میں یہودیوں کی مفسدہ پردازی سے مسلمانوں کے خلاف اہل عرب کا طوفان امنڈ آیا تھا۔ حضور پرنور صلعم نے مدینہ شریف کے ارد گرد خندق کھود کر جب ان دشمنان اسلام کا مقابلہ کیا تو آپ بھی غزوہ خندق کے اس حصہ پر مامور تھے۔ جہاں عورتیں تھیں۔

اسی غزوہ کے متعلق ہی چونکہ بنو قریظہ اور مسلمانوں میں معاہدہ صلح ہو چکا تھا۔ لیکن معلوم یہ ہؤا۔ کہ بنو قریظہ اپنے عہد سے منحرف ہو کر دشمنان اسلام میں شامل ہو رہے ہیں۔ لہٰذا اس دریافت حال کے لئے حضور پرنور صلعم نے اپنے صحابہ کرامؓ میں تین بار فرمایا۔

"کون اس قوم کی خبر لائیگا"

آپ نے ہر دفعہ بڑھ کر عرض کی

"میں حاضر ہوں"

اس موقعہ پر ہی حضور پرنور صلعم نے آپ کی اس غیر متزلزل وفاداری سے خوش ہو کر آپ کو حواری کے لقب

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سے ملقب کرتے ہوئے فرمایا:-

"ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں۔ میرا حواری زبیرؓ ہے"۔

بلکہ اس نازک وقت اور ایسے خوفناک موقعہ پر آپ کے اس طرح بے خوف و خطر تن تنہا جانے سے حضور پر نور صلعم آپکی اس جانثاری سے اسقدر متاثر ہوئے کہ فرمایا۔

فَدَاكَ اَبِيْ وَ اُمِّيْ - یعنی میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں"۔

غزوہ خندق کی فتح کے بعد جنگ بنو قریظہ اور بیعت رضوان میں بھی آپ شامل تھے۔ اسکے بعد معرکہ خیبر ہوا۔ تو اس میں یاسر ایسے خود سر قوی ہیکل جوانمرد کو اپنی شمشیر خارا شگاف سے موت کے گھاٹ اتار کر رکھدیا۔ وہ یوں کہ یاسر اپنے بھائی مرحب یہودی رئیس خیبر کے قتل ہونے پر نہایت غضبناک ہو کر اپنے بھائی کے جوشِ انتقام میں مبارزت کا نعرہ لگاتے ہوئے میدان کارزار میں جب نکلا تو ایسے تنومند و طاقتور دشمن کو دیکھتے ہی حضرت صفیہؓ نے کہا

"یا رسول اللہ صلعم میرا لختِ جگر آج ضرور شہید ہو گا"۔

اسپر حضور پر نور صلعم نے فرمایا۔

"نہیں بلکہ زبیر اسکو قتل کرے گا"۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ یعنی آپ نے تھوڑی ہی دیر میں جوشِ انتقام میں بپھرے ہوئے غضبناک قوی ہیکل کو ہمیشہ کے لئے ٹھنڈا کر دیا۔

فتح خیبر کے بعد حضور پر نور صلعم نے وہاں کی زمین کو مجاہدین میں تقسیم کیا۔ تو اس زمین میں سے ایک سرسبز شاداب قطعہ آپ کے حصہ میں بھی آیا۔ علاوہ اسکے مضافات مدینہ میں آپ کے اور بھی کئی ایک کھیت تھے۔ جن کو آپ خود آباد کیا کرتے تھے۔ بلکہ کبھی کبھی آبپاشی وغیرہ کے متعلق دیگر مزارعین سے جھگڑا بھی ہو جاتا تھا۔ اسی زمرہ میں ایک روز کسی ہمسایہ مزارع سے آبپاشی کے متعلق جھگڑا ہوا۔ اور اس انصاری صحابیؓ نے جب دربار رسالت صلعم سے آپ کی شکایت کی۔ تو حضور پر نور صلعم نے آپ سے فرمایا

"تم اپنا کھیت سینچ لینے کے بعد اپنے ہمسایہ کیلئے پانی چھوڑ دیا کرو"۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

لیکن انصاری صحابی کو حضور پر نور صلعم کا یہ فیصلہ ناگوار گزرا۔ بلکہ انہوں نے یہ بھی کہہ دیا۔
"یا رسول اللہ صلعم آپ اپنے پھوپھی زاد بھائی کی پاسداری فرما رہے ہیں"۔
چونکہ انصاری صحابی کو اس آبپاشی سے قانوناً اور اخلاقاً کوئی حق نہ پہنچتا تھا۔ رحمت للعالمین صلعم نے محض انکی اعانت کیلئے اپنا یہ فیصلہ دیا تھا۔ اس رحم و کرم پر اظہار خوشنودی کی بجائے جب پاسداری کا الزام حضور پر نور صلعم نے سُنا تو چہرہ مبارک سُرخ ہو گیا۔ اور ساتھ ہی آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔
"اب تم اپنے پورے حق سے فائدہ اٹھاؤ۔ یعنی خود آبپاشی کرنے کے بعد بھی پانی کو روک لیا کرو۔ تاکہ نالیوں کے ذریعہ دوسری طرف بہہ جائے"۔

فتح مکہ میں بھی آپ شامل تھے۔ اور فوج کے اس آخری دستہ کے جس میں حضور پر نور صلعم موجود تھے۔ آپ ہی علمبردار تھے۔ اسس فتح مکہ کے وقت چونکہ مشرکین مکہ کمین گاہوں میں چھپے ہوئے مسلمانوں کی نقل و حرکت دیکھ رہے تھے۔ چنانچہ واپسی کے وقت جب آپ حنین (گھاٹی) کے قریب پہنچے تو ایک مشرک نے اپنے ساتھیوں سے پکار کر کہا۔
"لات و عزیٰ کی قسم۔ یہ طویل القامت سوار یقیناً زبیر ہی ہے۔ نکلنے نہ پائے۔ لیکن خوب ہوشیار ہو جاؤ۔ کیونکہ اس کا حملہ نہایت سخت ہوتا ہے۔
آپ اس آواز کو سن کر اس آفت ناگہانی میں ابھی اچھی طرح سنبھلنے بھی نہ پائے تھے کہ مشرکین کے گروہ نے گھاٹی سے نکل کر آپ کو اپنی تلواروں پر دھر لیا۔ لیکن آپ نے بڑی تیزی اور پھرتی کیساتھ ایسا مقابلہ کیا کہ اکثر کو خاک خون میں ملا کر سب دشمنوں سے گھاٹی کو صاف کر دیا۔

غزوہ طائف و تبوک میں بھی آپ مجاہدین اسلام میں شامل تھے اور حجۃ الوداع کے سفر میں حضور پر نور صلعم کی ہمرکاب تھے۔
حضور پر نور رحمت للعالمین صلعم کی وفات حسرت آیات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عہد خلافت میں اگرچہ آپ کا کسی جنگ میں شامل ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ لیکن اس سے یہ سمجھ لینا غلطی ہے کہ آپ کو خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے اختلاف تھا۔ البتہ بعض روایات کے مطابق اگرچہ شروع میں آپ نے خلیفہ اول رضؓ کی بیعت نہیں کی۔ لیکن تھوڑے دنوں کے بعد

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

آپ نے بھی بیعت کر لی تھی۔ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ بھی رسول مقبول صلعم کے اس پاکباز بہادر حواری کی دل سے قدر کرتے تھے۔ چنانچہ مقام جرف میں آپکی جو زمین تھی وہ خلیفہ اولؓ کی ہی عطا کردہ تھی۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے عہد خلافت میں ہی اگرچہ فتوحات اسلامیہ کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ لیکن سوا دو برس کے زمانہ خلافت میں وسیع نہ ہو سکا۔ البتہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں جب اس سلسلہ فتوحات نے وسعت اختیار کی تو آپ بھی اپنی طبع شجاعت سے مجبور ہو کر خلوت نشین نہ رہ سکے۔ بلکہ خود خلیفہ ثانیؓ سے اجازت لے کر جنگ یرموک میں شامل ہوئے۔ اور اپنے صاحبزادہ عبداللہ کو بھی جرأت شجاعت کا سبق سکھانے کے لئے ہمراہ لے گئے۔ حالانکہ اسوقت حضرت عبداللہ کی عمر صرف دس۱۰ برس تھی۔

چونکہ جنگ یرموک پر ملک شام کی قسمت کا آخری فیصلہ تھا۔ اسلئے آپ ایسے جنگجو مرد مجاہد سے دیگر مجاہدین اسلام نے کہا۔

"اگر آپ حملہ کر کے غنیم کے لشکر کے قلب تک پہنچ جائیں تو ہم سب بھی آپ کا ساتھ دینے کو تیار ہیں"۔

چنانچہ آپ نے فرمایا۔

"میں تو ایسا کر سکتا ہوں۔ لیکن تم میرا ساتھ نہیں دے سکتے"۔

جب لوگوں نے یقین دلایا۔ کہ ہم بھی ضرور ایسا ہی کریں گے تو آپ نے اس زور کا حملہ کیا۔ کہ رومی لشکر کی صفوں کو چیرتے ہوئے لشکر کے قلب کی بجائے آخر تک پہنچ گئے۔

لیکن جب کسی ساتھی نے حسب وعدہ آپ کا ساتھ نہ دیا۔ تو اسی طرح واپس لوٹتے وقت رومی سپاہیوں نے گھوڑے کی باگ تھام لی اور نرغہ کر کے آپ کو سخت زخمی کر دیا۔

اگرچہ گردن مبارک پر دو زخم ایسے کاری لگے (کہ اچھے ہونے پر بھی ان میں گڑھے باقی رہ گئے تھے) لیکن ایسی حالت میں بھی دشمنوں کو زیر و زبر کرتے ہوئے اپنے لشکر میں آملے۔

آخر آپکی اس سعئ جانبازی سے ہی رومی لشکر کو شکست ہوئی اور ملک شام پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔

فتح شام کے بعد حضرت عمروؓ بن العاص کی سرکردگی میں مجاہدین اسلام مصر پر حملہ آور ہوئے۔ چھوٹے چھوٹے شہر فتح کرنے کے بعد فسطاطہ کا محاصرہ کیا۔ عمرو بن العاص نے اس قلعہ کی مضبوطی اور مجاہدین اسلام کی کمی دیکھ کر دربار خلافت

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

میں کمک طلب کی تو خلیفہ ثانیؓ نے دس ہزار فوج کے ساتھ چار ہزار ایسے نبرد آزما بہادر افسر بھی بھیجے جن میں کا ہر ایک افسر ایک ہزار سوار کے برابر تھا۔ اور انہیں میں سے ایک افسر آپ بھی تھے۔ بلکہ حضرت عمر فاروقؓ نے محاصرہ کے تمام انتظامات آپ کے ہی سپرد کر دیئے تھے۔

چنانچہ قلعہ فسطاط پر پہنچتے ہی آپ نے گھوڑے پر سوار ہو کر خندق کے چاروں طرف پھر کر حملہ آوروں کو تعین کیا اور ان کو مناسب ہدایات دیں۔ لیکن آپ کے تدبر و شجاعت کے باوجود سات مہینے تک محاصرہ کئے ہوئے بھی جب کوئی نتیجہ نہ نکلا تو ایک روز جوش میں آکر تمام مجاہدین سے فرمایا۔

"آج میں مسلمانوں پر فدا ہوتا ہوں" یہ کہتے ہوئے ننگی تلوار سونت کر قلعہ کی فصیل پر چڑھ گئے۔ آپ کی یہ جانثاری دیکھتے ہوئے چند پر جوش مجاہدین اسلام بھی آپ کے پیچھے ایک ایک کر کے فصیل پر چڑھ گئے۔ اور سب نے ایک ساتھ نعرہ تکبیر بلند کیا۔ جسکے ساتھ ہی تمام فوج نے بھی اس بلند آواز سے نعرہ تکبیر لگایا کہ قلعہ کی زمین دہل گئی۔

عیسائی محاصرین یہ سمجھ کر کہ مسلمان شاید قلعہ کے اندر گھس آئے ہیں۔ بدحواس ہو کر بھاگ نکلے۔ اسی اثناء میں آپ نے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر فصیل سے اترتے ہی قلعہ کا دروازہ کھول دیا اور مجاہدین اسلام کی تمام فوج قلعہ کے اندر گھس آئی۔ مسلمانوں کی یہ جانبازی دیکھ کر مقوقس حاکم قلعہ نے صلح کی درخواست کی اور یہ قلعہ بھی مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا۔

اسی طرح فسطاط کے بعد اسکندریہ کی تسخیر میں بھی جب قلعہ کے محاصرہ نے طول پکڑا تو آپ تن تنہا سیڑھی لگا کر قلعہ پر چڑھ گئے۔ لوگوں نے ہر چند منع کیا۔ کہ قلعہ میں سخت طاعون ہے۔ لیکن آپ یہ فرماتے ہوئے "کہ ہم طعن و طاعون ہی کے لئے آئے ہیں۔ یعنی موت سے کیا ڈرنا" قلعہ پر چڑھ گئے۔ اور آپکی اس جانبازی سے اسکندریہ بھی فتح ہو گیا۔

اسکندریہ کی فتح کے بعد اگرچہ آپ نے لشکر اسلام کے سپہ سالار عمرو بن العاصؓ سے اس بات کا مطالبہ کیا کہ یہاں کی مفتوحہ زمین بھی مجاہدین میں اسی طرح تقسیم ہونی چاہیئے۔ جیسے کہ حضور پر نور صلعم نے خیبر کی زمین کو مجاہدین میں تقسیم کیا تھا۔ لیکن عمرو بن العاصؓ نے جب خلیفہ ثانیؓ سے دریافت کیا تو انہوں نے یہ جواب دیا۔ کہ اس زمین سے آئندہ نسلوں کو مستفید ہونے کے لئے اسی طرح رہنے دیا جائے" تاہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کی جانثاریوں و جانبازیوں کے صلہ میں آپ کو مقام عقیق (جو اطراف مدینہ میں پر فضا میدان ہے) کی زمین عطا فرمائی۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

۲۳ھ میں خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضؓ کی شہادت کے وقت عہدۂ خلافت کے لئے جن چھ اصحاب کبار رضؓ کے نام پیش کئے۔ ان میں اگرچہ آپ بھی تھے۔ لیکن مجلس شوریٰ نے جب حضرت عثمان ذوالنورین رضؓ کو خلیفہ مقرر فرما دیا۔ تو آپ نے بھی بغیر حجت کے اس فیصلہ کو تسلیم کر کے حضرت عثمان رضؓ کی بیعت کر لی۔

خلیفہ سوئم کے عہد خلافت میں آپ نے اپنے عہدِ ضعیفی کے باعث عزلت نشینی اختیار کر لی اور پھر کسی ملکی مہم میں شامل نہ ہو سکے۔ بلکہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مصری مفسدوں نے محصور کر لیا تو اپنی طرف سے اپنے بڑے صاحبزادہ عبداللہ کو امیر المومنین کی حفاظت کیلئے بھیجا۔

البتہ جب حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے عہد خلافت میں عیسائی فرقہ کی نت نئی فتنہ انگیزیوں سے دار الخلافت مدینۃ النبی تک محفوظ نہ رہ سکا۔ تو اس رفع و فساد کو دور کرنے اور ملک و ملت میں امن و امان قائم کرنے کا آخری عمر میں پھر بیڑا اٹھایا۔

چنانچہ پہلے حضرت طلحہ رضؓ کے ساتھ حضرت علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ کے پاس آئے۔ اور ان سے جب ملک و ملت کی اصلاح کا مطالبہ فرمایا۔ تو حضرت علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ نے جواب دیا

"بھائی میں خود چاہتا ہوں۔ کہ کسی طرح امن و امان ہو جائے۔ لیکن میں ایسی قوم کے ساتھ کیا طرز عمل اختیار کر سکتا ہوں۔ جو میرے بس میں نہیں۔ بلکہ وہ خود مجھ پر حکمران ہے"

لیکن آپ نے اس مایوسانہ جواب سے مایوس ہونے کی بجائے حضرت طلحہ رضؓ بلکہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کے ساتھ موجودہ اختلاف امت کو مٹانے کی جو کوشش فرمائی۔ وہ اگرچہ آپ کی نیک نیتی پر مبنی تھی۔ لیکن ملت اسلام کے اس جائز یا ناجائز اختلاف کے باعث ہی بحیثیت صحابی کبیر و حواری رسول مقبول صلعم ہونے کے بہر حال آپ کو ایک فریق کی رہبری کرنی ہی پڑی۔ جس کا نتیجہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ سے مقابلہ کی صورت میں نمودار ہوا۔

چونکہ دونوں فریق کی نیتیں نیک اور طبائع حق پسند تھیں اسلئے جنگ شروع کرنے سے پہلے مصالحت کی گفتگو کیلئے حضرت علی رضؓ نے اپنی فوج سے آگے بڑھ کر آپ کو اپنے روبرو بلا کر فرمایا۔

"ابو عبداللہ۔ آپ وہ دن تو بھولے نہ ہونگے۔ جب ہم اور آپ دونوں ہاتھ میں ہاتھ دیئے حضور پر نور صلعم کے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سامنے سے گزرے تھے۔ اور آپ سے حضور پر نور صلعم نے پوچھا تھا۔ "کیا تم اسکو دوست رکھتے ہو؟"

آپ نے کہا تھا۔ ہاں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اسپر آپ سے حضور پر نور صلعم نے فرمایا تھا۔ ایک روز تم اسی سے (یعنے حضرت علیؓ سے) جنگ کرو گے۔

یہ سب باتیں بغور سنکر آپ نے فرمایا۔ ہاں اب مجھے بھی یاد آگیا ہے کہ فی الواقعہ آپ سچ کہتے ہیں۔ حضرت علیؓ تو یہ قول یاد دلاکر اپنے لشکر میں واپس تشریف لے گئے۔ لیکن آپ کے دلِ حق پسند میں ایسا تلاطم بپا ہوا۔ جس نے آپ کے تمام موجودہ عزائم استقلال کو بہاکر رکھ دیا۔ اسی بحرِ تفکر میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی خدمت میں تشریف لائے اور ان سے صاف کہہ دیا۔ "چونکہ میں اپنی غلطی سے آگاہ ہو گیا ہوں۔ اسلئے اب میں اس جھگڑے سے الگ ہو رہا ہوں"۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے متعجب ہوکر فرمایا وہ کیسے؟

کہنے لگے۔ کہ حضرت علیؓ نے مجھے حضور پر نور رسول کریم صلعم کا مقولہ یاد دلایا جو مجھے بھی یاد آگیا کہ وہ حق پر ہیں۔

یک بیک آپ کا یہ تغیر دیکھ کر آپ کے صاحبزادے عبد اللہؓ نے کہا۔

"کیا آپ ہم لوگوں کو دو گروہوں کے درمیان پھنسا کر خود حضرت علیؓ کے خوف سے بھاگنا چاہتے ہو؟"۔

اسپر فرمایا۔ "میں قسم کھا چکا ہوں۔ کہ حضرت علیؓ سے نہ لڑوں گا۔ کیونکہ انہوں نے مجھے ایک بات ایسی یاد دلائی کہ میرا تمام جوش سرد ہو گیا ہے"۔ بلکہ تم بھی میرا ساتھ دو۔ کیونکہ یقیناً ہم حق پر نہیں۔ جب حضرت عبد اللہ نے نہ مانا۔ تو آپ تنہا بصرہ کیطرف چل نکلے۔ ارادہ یہ تھا کہ وہاں سے اپنے مال و اسباب لیکر حجاز میں چلے جائیں۔

لیکن حنف بن قیس کو جب آپ کے جانے کا حال معلوم ہوا تو کہا کوئی جاکر خبر لائے کہ آپ کس وجہ سے جا رہے ہیں۔

عمرو بن جرموز نے کہا۔ میں جاتا ہوں۔

چنانچہ عمرو ہتھیار باندھے گھوڑے پر سوار ہوکر آپ کے پاس جس وقت آئے اسوقت آپ اپنے سامان سفر کے ساتھ شہر بصرہ سے دور نکل آئے تھے۔ عمرو بن جرموز بھی آپ کے پیچھے روانہ ہوئے اور قریب جاکر پوچھا۔ "اپنے قوم کو کس حال میں چھوڑا؟"

فرمایا۔ سب ایک دوسرے کا گلا کاٹنے میں مصروف تھے۔

پھر پوچھا۔ آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟

فرمایا۔ چونکہ میں اپنی غلطی سے آگاہ ہو چکا ہوں اسلئے اِس ناحق جھگڑے سے الگ ہوکر کسی طرف نکل جانے کا ارادہ ہے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

عمرو بن جرموز نے کہا۔ تو چلئے مجھے بھی اسی طرف جانا ہے۔

چنانچہ دونوں ساتھ ساتھ چلتے رہے۔ نماز ظہر کا وقت آیا تو آپ نماز ادا کرنے کے لئے جب ٹھہرے۔ تو عمرو بن جرموز نے کہا۔ میں بھی نماز میں شریک ہونگا۔

آپ نے فرمایا۔ میں نے تمہیں امان دی۔ کیا تم بھی میرے ساتھ ایسا سلوک روا نہ رکھو گے؟

اُسنے کہا ہاں۔ اس عہد پیمان کے بعد دونوں اپنے معبود حقیقی کے سامنے سر نیاز جھکانے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ لیکن آپ جیسے ہی سجدہ میں گئے۔ عمرو بن جرموز نے غداری کر کے اپنی تلوار کے ایک ہی وار سے آپ ایسے جانباز اسلام حواری رسول مقبول صلعم کا سر مبارک تن سے جدا کر دیا۔ اللہ اللہ جس خادم نے زندگی بھر اسلام و ہادی اسلام صلعم کے مصائب و شدائد کے بادل ہٹائے تھے۔ آج وہی ایک کلمہ گو.... مسلمان بھائی شقاوت قلب کا شکار ہو گیا

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؕ

باوجود اس حق پسند طبع اور بہادرانہ جذبہ رکھنے کے آپ نہایت فیاض طبع بھی تھے۔ راہ خدا میں اپنا مال خرچ کرنے میں اسقدر جری تھے۔ کہ آپ کے پاس ایک ہزار غلام تھے۔ جو روزانہ اجرت پر کام کر کے ہر روز بہت بڑی رقم آپ کے پیش کرتے تھے۔ لیکن آپ اس میں سے ایک حبّہ تک اپنی ذات یا اپنے اہل و عیال پر صرف نہ فرماتے تھے۔ بلکہ جسقدر رقم روزانہ جمع ہوتی اسی وقت صدقہ میں دیتے تھے

زراعت و تجارت کے علاوہ چونکہ مال غنیمت سے بھی گرانقدر رقومات حاصل کی تھیں۔ اسلئے اگرچہ آپ تقریباً پانچ کروڑ دو لاکھ درہم کے واحد مالک تھے۔ لیکن فیاضی و سخاوت کے باعث رحلت فرمانے کے بعد آپ بائیس ۲۲ لاکھ کے مقروض تھے۔ یہ سب قرضہ حسب وصیت آپ کے صاحبزادہ عبداللہ نے آپ کی جائداد فروخت کر کے ادا کر دیا تھا لیکن باوجود اس تمول و امارت کے طرز معاشرت نہایت سادہ تھی۔ غذا بھی پر تکلف نہ تھی اور لباس بھی معمولی زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے متعدد شادیاں کیں۔ اور آپ کی کثرت سے اولاد ہوئی۔ ان میں بعض بچے تو آپ کی حیات میں ہی فوت ہو گئے۔ تاہم آپ کی رحلت کے بعد بھی

۱ عبداللہ۔ ۲ عروہ۔ ۳ منذر۔ ۴ خدیجۃ الکبریٰ۔ ۵ ام الحسن۔ ۶ عائشہ یہ چھ اولادیں اسماء بنت ابوبکر صدیق رضؓ کے بطن سے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

اور خالد۔ عمر۔ جبیبہ یہ تین اولادیں ام خالد بنت خالد بن سعد سے

اور مصعب۔ حمزہ۔ رملہ یہ تین رباب بنت انیف سے

اور عبیدہ۔ جعفر۔ حفضہ یہ تین زینب بنت بشر سے

اور زینب ام کلثوم بنت عقبہ سے

آپ کی کل ۱۸ اولادیں موجود تھیں۔ (مدیر)

وارداتِ شب

از ماہر القادری

ایک ایک ذرّہ تھا رشکِ صد سحر کل رات کو
تھا مسلسل نور تا حدِ نظر کل رات کو

جنبشِ انفاس پر تھا لرزشِ مَے کا گماں
ہر ہوا کی موج تھی صہبا اثر کل رات کو

چاندنی کی چھاؤں میں ذرّوں کی وہ انگڑائیاں
ہو رہا تھا خاک پر رقصِ شرر کل رات کو

آ گئی تھی جوش پر رفتارِ نبضِ کائنات
کر رہی تھی زندگی اپنا اثر کل رات کو

اللہ اللہ! ذرہ ہائے خاک کی تابندگی
ہر طرف تھے منتشر لعل و گہر کل رات کو

جل رہی تھی ساری دُنیا آتشِ انوار سے
دیدنی تھا میری آہوں کا اثر کل رات کو

بڑھ گیا تھا اس قدر احساس لطفِ زیست کا
مٹ گیا تھا امتیازِ خیر و شر کل رات کو

مستیوں میں غرق تھا، سلمائے گیتی کا شباب
مثلِ مَے کش جھومتے تھے بام و در کل رات کو

دن کا ڈھلنا تھا کہ غنچوں کو تبسم آ گیا
شام ہی سے تھا عیاں جوشِ سحر کل رات کو

موج سطحِ خاک سے پہنچی فضائے عرش میں
ڈوب کر اُبھری کہاں میری نظر کل رات کو

عمر بھر کے واسطے کافی تھا یہ ذوقِ نظر
جانِ ماہرؔ تو بھی آ جاتا اگر کل رات کو

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

عمل اصل عبادت ہے

بچپن کے وہ مناظر جس کا وقوع آج بھی اکثر ہوتا رہتا ہے اور تا ابد ہوتا رہے گا، میری نگاہوں کے سامنے ہیں جس وقت ہم اپنی اسکول کی چھٹیاں دیہاتوں میں گزارتے تھے اور صبح تڑکے آبادی سے باہر ٹہلنے جایا کرتے۔ تو ہم دیکھتے تھے کہ گاؤں والے بیدار ہو چکے ہیں اور نمازی نماز فجر ادا کرنے کے لئے مسجدوں کو جارہے ہیں تاکہ بعد نماز وہ اپنے اپنے کھیتوں میں چلے جائیں۔ کچھ کسان تو دن بھر کھیتوں میں کام کرتے۔ اور کچھ لوگ زیادتی کار کے سبب رات کے بھی کچھ حصہ تک مشغول عمل رہتے۔ ہم یہ بھی دیکھتے تھے کہ عورتیں، اپنے اپنے گھڑے لیکر پانی بھرنے کے لئے بار بار پنگھٹ پر آتی اور جاتیں۔ پانی بھرنے سے فارغ ہو کر سویرے ہی گھر کے کاموں میں لگ جاتیں اور جب چاشت کا وقت ہو جاتا تو اپنے مردوں کیلئے کھیتوں میں نہاریاں لے جاتیں۔

اس منظر نے مجھے لاطینی کی وہ مشہور مثل بار بار یاد دلائی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "عمل اصل عبادت ہے" اس طرح کی مثل قریب قریب تمام زبانوں میں موجود ہے۔ ہمارے یہاں مثلاً بولتے ہیں۔ "کام عبادت ہے"۔ "ظالم کی نیند عبادت ہے" سچ یہ ہے کہ ہر نیک عمل عبادت ہے۔ انسانی اعمال میں سے وہ تمام عمل صالح ہیں جن پر انسانی زندگی کا دارومدار ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ تمام فرائض انسانی کا نام عمل صالح ہے۔ انسان جسقدر عمل صالح کریگا۔ اسی قدر اسکی عبادت زیادہ ہو گی۔ اور اسی لحاظ سے خدا کے نزدیک اجر و ثواب کا زیادہ مستحق ہو گا۔

عمل صالح ہر وہ عمل ہے جسکو انسان اپنی اور دوسروں کی فلاح اور بہبود کیلئے اختیار کرتا ہے۔ ان تعریفات کے ماتحت ہر عمل بہتر ہے اور ہر بہتر عمل عبادت ہے۔ اس میں کسی عمل کو کچھ بھی امتیاز حاصل نہیں خواہ وہ صنعتی ہو، منطقی ہو یا موسیقی ہو مرتبہ میں سب یکساں ہیں۔ علی الصبح ہل چلانے والے، صنعت و حرفت اور تجارت میں حصہ لینے والے تلاش رزق میں ملک ملک کی خاک چھاننے والے، علماء، حکما، اہل فن اور اہل سیاست یہ سب لوگ اس بارے میں مساوی درجہ رکھتے ہیں۔ کہ "ان کے اعمال بہتر ہیں اور خدا کی خالص عبادت ہیں" جو لوگ کہ اعمال کے اندر تفریق کرتے ہیں اور بعض کو بعض پر

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

فوقیت دیتے ہیں وہ صریح غلطی پر ہیں۔ وہ سمجھتے یہ ہیں کہ جو شخص کام کرنے سے دور ہوگا وہ کرنے والوں سے بلند ہوگا۔ حالانکہ یہ خیال کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جو شخص عمل سے بے پرواہ ہوتا ہے۔ وہ دوسرے کی کمائی کھاتا ہے۔ اور بلا استحقاق دوسروں کی روٹی میں سے حصہ بٹا لیتا ہے۔ فرض کرو ایک شخص مال و دولت کا مالک ہو جائے تو اسے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ اب وہ ہر عمل سے بری ہو گیا اور اسے اپنے مال سے دوسروں کی محنتوں کے خون چوسنے کی سند حاصل ہو گئی۔ نہیں! بلکہ اسکو چاہیئے کہ وہ اپنی دولت و ثروت کی حفاظت اور بقا کیلئے پوری اور جائز کوشش کرے۔ اور اس کے لیے جو عمل مناسب ہو اختیار کرے۔

عبادت کیا ہے؟ عبادت نام ہے اس خالص توجہ کا جو اتصال عالم پر ایمان لانے کی طرف مبذول ہو۔ اور اتصال عالم پر ایمان لانا ہمارے لئے ممکن نہیں۔ کیونکہ ہم عالم میں رہ کر عمل نہیں کرتے بلکہ اسکے مصائب و آلام سے کنارہ کش ہو کر ہم نے اس سے جدائی کی راہ اختیار کر لی ہے۔ ہماری تمام کوششیں ثمرات عالم کے کھو دینے کے در پے ہیں۔ پھر آپ ہی فیصلہ کیجیئے کہ جو شخص دُنیا میں اپنے عمل کی کوئی یادگار نہیں چھوڑتا۔ وہ کیونکر خالق عالم پر پورا ایمان رکھ سکتا ہے؟

ہم عورت و مرد، جوان اور بوڑھے سب کو جنہوں نے کہ عمل کو ترک کر دیا ہے، یہ سوچنے کی دعوت دیتے ہیں کہ ان کا اور اس عالم کا انجام کیا ہوگا؟ اگر وہ سوچیں گے تو ان کو معلوم ہو جائے گا کہ خود ان کا انجام یہ ہوگا کہ عالم ان کو فنا کر کے ان کی جگہ دوسری قوم کو وجود میں لائے گا۔ باقی عالم کا انجام؟ وہ ہمیشہ قائم رہے گا۔ اور یہ امر بھی مسلم ہے کہ جب باطل پرستی کے سبب جماعتوں کا بُرا انجام ہوگا تو ضروری ہے کہ افراد کا انجام بھی، جب وہ باطل کی تائید کریں برا ہو۔ باطل کی حمایت کرنے والے بنی نوع انسان پر بہت بڑا ظلم کرتے ہیں۔

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ عالم اسی وقت زوال پذیر ہوا ہے۔ جب اہل عالم اپنے مختلف دور حیات میں ہر مفید عمل سے کنارہ کش ہو گئے۔ ہم نے دوسروں کے عمل پر زندگی بسر کرنا اپنا نصب العین بنا لیا۔ اور غیر کے لئے کسب معاش جائز سمجھا۔ مگر اپنے لئے کسر شان سمجھا۔

جس طرح مجھے ان لوگوں پر افسوس ہوتا ہے جو اپنے رزق کو قسمت کے سپرد کر کے اس پر توکل کئے بیٹھے رہتے ہیں۔ اسی طرح مجھے ان لوگوں پر بھی افسوس ہوتا ہے جو اپنے عزیز اوقات بجائے کسی مفید کام میں صرف کرنے کے اپنی خواہشات نفسانی اور دنیاوی لذات کے حصول میں ضائع کر دیتے ہیں۔ میرے نزدیک قمار بازی، لاٹری، ریس

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

وغیرہ سب ناجائز ہیں کیونکہ ان سب میں عزیز اوقات کا خون ہوتا ہے۔

لاٹری کے ٹکٹ قوموں کی ہلاکت اور بربادی کا باعث ہوتے ہیں کیونکہ یہ چیزیں لوگوں کو ترک عمل کی دعوت دیتی ہیں۔ اور طرح طرح کی آلائشوں سے ان کا دامن ملوث کرتی ہیں۔ اگر قوم اس ناجائز رزق سے نفرت کرنے لگے اور اُسکے حاصل کرنے والوں کو نظر حقارت سے دیکھے۔ جو جماعت کسی سچے رہبر کی متلاشی ہو اس کا احترام کرے۔ اور اسکے اعمال حسنہ کو اللہ کی عبادت خیال کرے۔ تو اسوقت قوم کے اندر ایسے جذبات ابھریں گے جو راہ خیر میں افراد قوم کو قربان ہونے کیلئے آمادہ کریں گے۔ اور بجائے اسکے کہ ان کے اعمال کی بُنیاد زراندوزی، جلب منفعت، اور ہر جائز و ناجائز ذرائع پر مبنی ہو۔ ان کو نیکوکاری کی دعوت دیں گے۔

ہر مرد مسلمان یہ یقین رکھتا ہے کہ عبادت نیکی کی راہ ہے۔ کیا کوئی بتا سکتا ہے۔ کہ اعمال حسنہ سے بہتر نیکی کی کوئی مکمل راہ اور ہو سکتی ہے؟ جن کے کرنے والے کے سامنے روزانہ ان کے نتائج ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ جس طرح کہ مہربان باپ اپنے بچوں کو اپنی نظروں سے بڑھتے اور جوان ہوتے دیکھتا ہے۔ ہم کو ہمیشہ کسانوں کی مثال پیش نظر رکھنی چاہیئے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو تمام دن اور رات کے کچھ حصہ تک کام میں لگے رہتے ہیں اور اپنی محنتوں کے پھل کو روز افزوں ترقی پر دیکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ ایک دن ان کے توڑنے اور چننے کا وقت آجاتا ہے۔ کسان خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے اپنی محنتوں کے پھل سے دامن بھر لیتے ہیں۔ یہی اصل نعمت اور اصل نیکی ہے۔

باقی جو لوگ زندگی کو لہو ولعب سے تعبیر کرتے ہیں وہ محض جوش شباب اور شیطان کے فریب میں آکر ایسا کرتے ہیں۔ مگر جب دورِ شباب گزر جاتا ہے۔ اور عمل کی طاقت باقی نہیں رہتی تو اسوقت انہیں نظر آتا ہے کہ شباب نے کیا کیا رنگ کھلائے ہیں اور ان کے مال و دولت اور صحت کو ایسا زخم کاری لگایا ہے۔ جس کا اندمال افسوس اور ندامت کے ذریعہ ناممکن ہے۔ اسی لئے نوجوانوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ عمل اصل عبادت ہے۔ اور جو شخص قوت رکھنے کے باوجود اعمال کو آئندہ کے لئے اُٹھا رکھے گا اسے یقین رکھنا چاہیئے کہ آئندہ چل کر جب اُسے عمل کا احساس ہوگا۔ تو اسوقت قوت عمل کو بالکل فنا پائے گا۔ اسلئے ہر شخص کو خیال رکھنا چاہیئے کہ وقت ضائع نہ ہو۔

(عبدالرحمٰن ناصر)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

"ہماری زبان کا نام"

مارچ کے آخری ہفتہ میں آل انڈیا ایجوکیشنل کانفرنس علی گڑھ کے شعبہ اردو کے اجلاس میں مخدوم و مکرم علامہ سید سلیمان صاحب ندوی نے بہ عنوان بالا ایک بلند پایہ مقالہ پڑھا تھا۔ وہ معارف پریس اعظم گڑھ میں طبع ہو کر بغرض اشاعت و تبصرہ دفتر عارف میں بھی موصول ہوا ہے

ضروری تو یہی تھا۔ کہ علامہ موصوف کے اس مکمل عالمانہ مقالہ کو درج کر کے اس پر اپنے ناچیز خیالات کا مفصل اظہار کیا جاتا۔ لیکن عارف کی محدود ضخامت اور اس خادم اہل قلم کی عدیم الفرصتی ایسا کرنے میں حائل ہے۔ اسلئے مقالہ مذکور کے ضروری اقتباسات درج کرنے سے قبل مختصر معروضات عرض کر دیجاتی ہیں۔ اُمید کہ اس پر محترم مصلحان زبان نیز معزز تعلیم یافتہ مسلمان توجہ فرمائیں گے۔"

دور اندیش۔ بانع نظر مخدوم و مکرم علامہ محترم سید سلیمان صاحب ندوی کے اس نظریہ سے کسی باخبر شخص کو انکار نہیں ہو سکتا کہ نہ صرف آج سے تقریباً ایک صدی پہلے ہندوستان کی زبان کو ہندوستانی یا ہندی کہا جاتا تھا۔ بلکہ اب بھی بنگال اڑیسہ سی پی وغیرہ کے رہنے والے بعض اصحاب موجودہ زبان اردو کو ہندی ہی کہتے ہیں۔ جس کے ثبوت میں ان اضلاع کے رہنے والوں کے بیسیوں خطوط پیش کئے جا سکتے ہیں۔ جن میں وہ زبان اُردو کی کتب مطلوبہ کو ہندی قرار دیتے ہوئے طلب کرتے ہیں۔

تاہم میرے ناچیز خیال کے مطابق صرف اردو کو ہندوستانی قرار دینے سے ہی ہماری ملکی زبان میں متحدانہ ترقی یکسانیت یگانگت وغیرہ پیدا نہیں ہو سکتی۔

وہ اسلئے کہ کسی ملک کی زبان کی ترقی و قبولیت اس ملک کے ادبار و شعرار کے کلام سے وابستہ ہے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اور ہر ملک کا لٹریچر موجودہ حکومت و مروّجہ تعلیم کے زیرِ اثر ہوتا ہے۔

جیسے کہ عہد مغلیہ سے قبل ہندو حکومت کے زمانہ میں بھاشا رائج تھی۔ جس کا اثر خسروؔ۔ دلیؔ۔ سوداؔ۔ میر تقیؔ کے کلام میں اب تک موجود ہے۔

اسی طرح شاہجہان و اورنگ زیب عالمگیر کے عہد حکومت میں فارسی لٹریچر میں ترقی ہوئی۔ اور گزشتہ دور میں سر سیدؔ۔ حالیؔ۔ اکبرؔ و شبلیؔ وغیرہ کے قلم سے موجودہ انگریزی حکومت کی زبان اور ان کی مروّجہ تعلیم کے زیرِ اثر انگریزی زبان کے ہزاروں الفاظ ہماری ملکی زبان میں پیوست ہو گئے۔

اس طرزِ تحریر کو دیکھ کر ادھر تو عربی، فارسی جاننے والے مسلم اہلِ قلم نے اپنی ملکی زبان میں فارسیت و عربیت کے الفاظ ملائے۔ ادھر ہندو ادبا نے سنسکرت کے غیر مانوس الفاظ ٹھونسنا شروع کر دیئے اس کشمکش سے ہندوستان کی زبان نہ فقط ایک چیستاں بن کر رہ گئی۔ بلکہ ہندو مسلم قوموں میں اسی طرزِ عمل نے زبان کا اختلاف پیدا کر دیا۔ جو اسوقت تک موجود ہے اور موجود رہے گا۔ لہذا ملک کے سربرآوردہ مصلحانِ زبان کو ہندوستان کی ملکی زبان کو ہندوستانی کا متفقہ نام قرار دینے کے ساتھ ہی زبان کا معیار قائم کرنا بھی ضروری ہے۔ ورنہ عربی، فارسی، ہندوستانی، سنسکرت ہندی ہندوستانی۔ پنجابی سندھی ہندوستانی۔ انگریزی جاپانی ہندوستانی وغیرہ کے رواج میں ملک ہندوستان کی متفقہ ہندوستانی زبان کا انتخاب کرنا مشکل ہو جائے گا" (ناچیز مدیر)

آج ہم جس ملک کو اس آسانی سے "ہندوستان" کہدیتے ہیں، اور اس سے ہمالیہ کے دامن سے بحرِ شور کے ساحل تک کا علاقہ ہمارے ذہن میں آجاتا ہے مسلمانوں کی آمد سے پہلے اس کا نہ یہ نام تھا، اور نہ یہ اسکی وسعت تھی، اور نہ مسلمانوں سے پہلے اس ملک کا کوئی ایسا نام تھا جو اس پورے ملک کو بتا سکے جو پنجاب کی سرحد سے شروع ہو کر بنگال، مدراس اور بمبئی کے کناروں پر جا کر ختم ہوتا ہے، بلکہ انتہا یہ ہے کہ اس پوری قوم کیلئے بھی جس نے آج اپنے کو "ہندو" کے نام سے ایک قوم بنا لیا ہے کوئی ایک نام نہ تھا، کہتے ہیں کہ اس ملک کے ایرانی ہمسایوں کی زبان میں اس ملک کا نام سندھو تھا۔ اور قدیم ایرانی اور سنسکرت زبانوں میں ھ اور س کا باہم مبادلہ ہو جاتا ہے، اس طرح سندھو ہندو ہوا۔ اس ملک کے دوسرے بحری ہمسایہ کی زبان میں دو لفظ تھے، السند والہند، کشمیر کی ترائی سے لے کر موجودہ سندھ کے کناروں تک

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

کو وہ سندھ اور گجرات اور لار سے باقی اندرونی ملک کو وہ ہند کہتے تھے، اس ہند نے یورپ جا کر انڈ کی اور انڈ کی نے انڈیا کی صورت اختیار کر لی، ہند والوں کو عرب "ہندی" اور خراسانی "ہندو" کہتے تھے، اور عرب ہندی کی جمع ہنود اور خراسانی "ہندوان" بناتے تھے،

مسلمان جب اس ملک میں آئے تو ان میں سے اہل عرب نے اس ملک کو ہند کا، اور اہل خراسان نے ہندوستان کا نام دیا، لفظ ستان، جگہ یا زمین کے لئے فارسی اور سنسکرت دونوں میں بولتے ہیں، اسلئے ہندوستان ہندو استھان بھی ہو سکتا تھا۔

اس ملک میں جو بولی بولی جاتی تھی وہ بھی ایک نہ تھی، ہر صوبہ کی بولی الگ الگ تھی، لیکن مسلمانوں نے یہاں کی ہر بولی کا ایک ہی نام رکھا، یعنی ہندی یا ہندیہ،

اس تفصیل سے معلوم ہوگا کہ اس سرزمین کے ایک ملک کا ایک نام ہند یا ہندوستان، اور یہاں کی رہنے والی قوموں کا ایک نام ہندو، اور یہاں کی مختلف زبانوں کا ایک نام ہندی مسلمانوں نے رکھا، اور حقیقت میں یہ مسلمانوں ہی کی ذہنیت اور ذہانت تھی۔ جس نے اس پوری سرزمین کو ایک ملک، اور یہاں کے رہنے والوں کو ایک قوم، اور یہاں کی بولیوں کو ایک زبان سمجھنے کا تصور پیش کیا،

شاہجہان کے زمانہ میں جب دہلی شاہجہان آباد بنی تو شاہی قلعہ یا بازار کیلئے ترکی لفظ "اردو" اردوے معلّٰی کی توصیفی ترکیب سے رواج پایا، اور صوبہ وار نئی دیسی بولیوں کیلئے اس اردوی معلّٰی کی شاہی بولی کا ڈھنگ اس زبان کی صحت اور صفائی کا معیار بنا، اور اس طرح اس نئی معیاری بولی کو اضافت کے ساتھ "زبان اردوی معلّٰی" کہنے لگے، اور آج سے کوئی سو ڈیڑھ سو برس پہلے زبان اردوی معلّٰی کی لمبی ترکیب کی بجائے "زبانِ اُردو" یعنی اردو کی زبان بنی، اور پھر اس سے بھی مختصر ہو کر "اردو" ہوئی،

ہندو بھائیوں کے دلوں میں یہ خیال زور پکڑنے لگا کہ اب جب مسلمانوں کی سلطنت کے دباؤ سے وہ آزاد ہو چکے ہیں تو ہم کو اسلامی اثر کی ہر چیز سے آزاد ہونا چاہئے، اس بنا پر انگریزوں کی تفریق کی سیاسی تحریک بہت کارآمد ثابت ہوئی، اور سب سے پہلے اس کا اثر زبان کے معاملہ میں ظاہر ہوا، اور ہندی کے نام سے ایک زبان کی تبلیغ شروع ہوئی، اور بعض صوبوں میں یہاں تک کیا گیا کہ اردو خط تک عدالتوں سے خارج کر دیا گیا، اور اب یہ تحریک یہاں تک زور پکڑ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

رہی ہے کہ یہ کوشش کی جا رہی ہے، کہ اس صوبہ کے چند شاعروں نے جس بھاشا میں کچھ مذہبی نظمیں کبھی لکھی تھیں وہی پورے ملک کی زبان بنا دی جائے۔

یہ حالت دیکھ کر آج سے چند سال پہلے یہ تحریک پیش کی گئی کہ اس زبان کا نام "اردو" کے بجائے جو اٹھارھویں صدی کے خاتمہ کی ایجاد ہے، جب واقعی ہندوستان کی شاہی سمٹ کر اردوی معلّی کے صحن و ایوان میں محدود ہو گئی تھی۔ اسکو واقعی طور سے اسکے پرانے نام ہندوستانی سے یاد کیا جائے، جو اُس وقت کا نام ہے، جب ہندوستان کی شہنشاہی سارے ملک ہندوستان میں پھیلی ہوئی تھی، تاکہ یہ زبان پورے ملک کی مملکت کا دعوےٰ کر سکے،

مسلمانوں کا یہ سمجھنا کہ یہ تجویز ہندوؤں کی خوشنودی کیلئے ہے یا ہندوؤں کا یہ سمجھنا کہ یہ ان کو دھوکا دینے کے لئے سازش کی جا رہی ہے۔ بدگمانی کی انتہا ہے،

یہ تحریک خالص لسانی اصول و مبادی کی بنا پر اٹھائی گئی ہے، جسکے بہت سے سبب ہیں، میں ان میں سے ایک ایک کو بہت ہی اختصار کے ساتھ بیان کرتا ہوں:-

۱۔ اس زبان کے دو پرانے نام تاریخوں میں ملتے ہیں، زیادہ تر ہندی یا ہندوی، اور اسکے بعد ہندوستانی، اب چونکہ ہندی کا نام ایک خاص زبان اور رسم الخط کیلئے بولا جانے لگا ہے، اسلئے دوسرے پرانے نام ہندوستانی کو اس زبان کے لئے خاص کرنا چاہئے، جس کو اب غلطی سے عام طور سے "اردو" کہنے لگے ہیں،

۲۔ دنیا کی ساری یا اکثر زبانوں کے نام کا قاعدہ یہ ہے کہ وہ اس قوم کی نسبت سے مشہور ہوتی ہے، جو اس کو بولتی ہے، یا اس ملک کی نسبت سے موسوم ہوتی ہے جس میں وہ بولی جاتی ہے

۳۔ ہم کو اپنی بولی کا ایک ایسا نام رکھنا چاہئے جس کے سننے کے ساتھ یہ معلوم ہو جائے کہ یہ اس پورے ملک کی بولی ہے، لفظ اردو کے ساتھ اس قسم کا کوئی تصوّر ذہن میں نہیں آتا، برخلاف اسکے ہندوستانی نام بولنے کے ساتھ پورے ملک کا نقشہ ہمارے ذہن میں آجاتا ہے، اور اسکے پورے ملک کی بولی ہونے کا یقین منطق کی آمیزش کے بغیر صرف نفسیاتی اثر سے ہمارے اندر، اور ہر سننے والے کے دل کے اندر پیدا ہو جاتا ہے۔

۴۔ لفظ اردو سے یہ دھوکا ہوتا ہے کہ مسلمان ترکستان و خراسان سے کوئی بولی لے کر یہاں آئے تھے، جس کو وہ ترکی میں اردو کہتے ہیں، حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ باہر سے آنے والے مسلمانوں کی زبانیں اور تھیں، اور یہ وہ بولی ہے، جسکو

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

انہوں نے ہندوستان میں آکر اختیار کر لیا، یہ واقعہ اس بولی کو ہندوستانی کے اصلی اور صحیح نام سے پکارنے سے ساری دنیا کے سامنے روشن ہو جاتا ہے، اور اسکے بدیسی پن کا بے وجہ شبہہ دور ہو جاتا ہے،

۵۔ اگر ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ یہ پورے ملک کی مشترک زبان ہے تو اس دعویٰ کی اس سے زیادہ مضبوط دلیل کوئی اور نہیں ہو سکتی کہ اس کا نام ہندوستانی ہے، اسکے اس پرانے نام کو رفتہ رفتہ بھلا دینے سے غلط طور کی ہمدردی کرکے ہم نادانستہ اسکے دعویٰ کی بنیاد کھوکھلی کر رہے ہیں،

۶۔ چونکہ شروع میں جو پرتگالی، یا اسپینی یا اور اگلے یوروپین یہاں آئے، بلکہ خود انگریزوں نے بھی اس زبان کو صحیح طور سے ہندوستانی کہا تو ہم میں سے اکثروں کو دھوکا ہوا کہ یہ نام انگریزوں کا بخشا ہوا ہے، حالانکہ اس زبان کا یہ نام ہم اپنے ہندوستانی کے مقالہ میں بتا چکے ہیں کہ بادشاہ نامہ اور تاریخ فرشتہ میں موجود ہے، فرشتہ میں عادل شاہ ثانی والی بیجاپور کے متعلق ہے کہ "تا بہ ہندوستانی متکلم می شد"۔ شاہجہان کی درباری تاریخ بادشاہ نامہ میں ہے۔ "نغمہ سرایان ہندوستانی زبان"۔ تلاش سے اور بھی مثالیں مل سکتی ہیں، اس لئے یہ شبہہ دور ہونا چاہئے کہ اس زبان کا یہ نام فرنگیوں نے رکھا ہے، بلکہ یقین کرنا چاہئے کہ ہندی کے بعد ہماری زبان کا یہ وہ نام ہے، جو ہمارے بزرگوں نے رکھا تھا، اور ہم کو بھی اس نام کو باقی رکھنا چاہئے۔

۷۔ بعض دوست کہتے ہیں کہ چونکہ نہرو رپورٹ اور پنڈت جواہر لال نے اپنی آپ بیتی میں "ہندوستانی زبان" کی اکثریت کو تسلیم کیا ہے۔ اور اپریل ۱۹۳۶ء میں بھارتیہ ساہتیہ پرشد کے اجلاس ناگپور میں "ہندی یعنے ہندوستانی" کی تجویز منظور ہوئی ہے، اور ان سب سے مراد "ہندی" ہے، اسلئے ہندی اور ہندوستانی ہم معنی لفظ ہو گئے ہیں، اس لئے ہم کو اس لفظ سے پرہیز کرنا چاہئے،

میری عرض یہ ہے۔ کہ یہ تو مسلمانوں کی بے احساسی سے ایسا ہوا، شاہ عبدالقادر صاحب کے زمانہ تک اردو کا نام "ہندی متعارف" تھا، اور سر سید نے آثار الصنادید کے طبع اول میں اردو کیلئے "ہندی" کا لفظ استعمال کیا ہے، اور اسی کو ہندی کہتے تھے، ہندی والوں نے اس لفظ پر ایسا قبضہ کیا کہ آپ کو اس نام پر سے ملکیت کا دعویٰ اٹھا لینا پڑا! اب ایک لفظ "ہندوستانی" رہ گیا تھا، جو خالص طور پر اردو کے معنوں میں ہمیشہ استعمال ہوا ہے، اگر آپ اسکو بھی چھوڑ دیں گے تو دوسروں کے قبضۂ مخالفانہ سے وہ ہر گز نہیں بچ سکتا +

(سید سلیمان ندوی)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

مظلوم کے آنسو

"موسم بہار اور ننھی ننھی پھوار نے باغ عالم کی ہر نکھری ہوئی چیز میں کشش پیدا کر دی تھی۔ گھرے ہوئے بادلوں کے ہلکے اور خوبصورت اندھیرے نے ہر ذی روح کی حیات مستعار میں مسرت کی لہر دوڑا دی تھی۔ امراء اپنی اپنی کاروں میں، متوسط الحال لوگ پا پیادہ ہی اس مسرت خیز فضا سے لطف اندوز ہونے کے لئے سامانِ نشاط سے آراستہ ہو کر شہر سے نکل چکے تھے۔

ان کی گھر والیاں بھی اپنے اپنے گھروں میں اس سہانے سمے میں پوے اور گلگلے تلتے ہوئے ملہار گا رہی تھیں۔ بچے اور بچیاں کڑاہی کے پروانے بنے ایک دوسرے پر گرتے گراتے کھلکھلا کر ہنس رہے تھے۔

انہیں گھروں کے ساتھ ہی ایک چھوٹے سے تنگ و تاریک گھر میں ایک بیوہ اور اسکے یتیم بچے کیلئے یہ روح پرور منظر سوہانِ روح کا باعث ہو رہا تھا۔ یتیم و معصوم بچہ بھوک سے نڈھال، مظلوم بیوہ (اسکی ماں) اپنے لئے نہیں بلکہ اپنے بچے کے لئے ایک سوکھی روٹی کو ترس رہی تھی۔ ہمسائیوں کو مصروفِ مسرت دیکھ کر ان کے سامنے اظہارِ مصیبت کرنے سے شرم دامنگیر تھی۔ بازار میں جا کر بھیک مانگنے کیلئے بدن پر کوئی کپڑا نہ تھا۔ اگر اُپلے گیلے نہ ہوتے تو بیچاری کو سر کے آٹے کا ہی فکر کیا کم تھا۔ اسپر ایندھن مہیا کرنے کا غم۔ اندھیاری رات کا خوف، ناداری بے کسی۔ بے بسی۔ ناتوانی کا بھیانک تصور۔ معصوم اور یتیم بیٹے کی موجودہ اور آئندہ زندگی کے دلی جذبات مامتا کی آنچ سے پگھل کر آنسوؤں کی صورت میں اسکی آنکھوں سے ٹپک رہے تھے۔

آہ۔ یہ دنیا کیسی عبرت خیز ہے۔ ایک طرف تو اس پُر فضا وقت میں ہر شجر کی ہر شاخ پر شبنم کے قطروں کی (سراب نما) جھالریں سی جگمگا رہی تھیں۔ اور اس منظر سراب کو دیکھنے والے دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے تھے۔ دوسری طرف بیکس بیوہ کے مرجھائے ہوئے رخساروں پر آنسوؤں کے حقیقی موتی رواں تھے۔ جو خود فراموش انسان کی نظر میں بے حقیقت تھے۔

کاش وہ یہ جانتے کہ مظلوم کے آنسو سچے موتیوں سے زیادہ بیش قیمت ہیں۔ اگرچہ نایاب نہیں (بلکہ انمول ہیں) لیکن اکثر لوگ خود پرستی۔ خود بینی۔ خود غرضی کے باعث انہیں حاصل نہیں کرتے۔

اُف! یہ کیسی کپکپا دینے والی بات ہے۔ کہ ہم مظلوم ہوں اور ہمارے مصیبت کے آنسو ایسے ہی بے حقیقت ہوں۔ کہ دیکھنے والے سراب نما شبنم کے موتیوں کے بالمقابل انہیں دیکھنا تک پسند نہ کریں۔ تو۔ ۔ ۔ ۔ پھر۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

(ملک "حاجی محمد حاجی لاہور"

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

پروازِ خیال

مئے گلرنگ جو ساغر میں بھری رہتی ہے
میں سمجھتا ہوں کہ شیشہ میں پری رہتی ہے

شمع جل جائے کہ پروانہ جلے کیا غم ہے
ہاں مگر بزمِ حسیناں میں ہنسی رہتی ہے

دودِ دل بعد فنا دل سے نکلتا ہی رہا
ایک چادر مری تربت پہ تنی رہتی ہے

زندگی بھر تو لگی دل کی بجھائے نہ بجھی
آگ سینہ میں شب و روز لگی رہتی ہے

دیکھکر گورِ غریباں کو وہ فرماتے ہیں
یہ وہ بستی ہے جو تا حشر بسی رہتی ہے

باغِ ہستی کو کیا بادِ خزاں نے پامال
ہاں مگر شاخِ تمنا تو ہری رہتی ہے

یہ محبت بھی چھپائے نہیں چھپتی ہرگز
صاف ظاہر ہے کہ آنکھوں میں تری رہتی ہے

جل کے پروانہ کی میت سے صدا آتی ہے
رات بھر شمع کی لو کس سے لگی رہتی ہے

طور پر حضرت موسیٰ جسے تم نے دیکھا
یہ وہی آگ ہے جو دل میں لگی رہتی ہے

یہ صلہ اس ستم ایجاد کی الفت کا ملا
خشک لب رہتے ہیں آنکھوں میں تری رہتی ہے

کس کی آمد کی خبر لائی نسیم سحری
صبح سے پھولوں میں غنچوں میں ہنسی رہتی ہے

کوئی مرتا ہے تو مر جائے بلا سے تیری
ترے ہونٹوں پہ تو ہر وقت ہنسی رہتی ہے

کوہِ غم اب تو اٹھائے سے نہیں اٹھتا ہے
جان دیدوں یہ مرے دل میں ٹھنی رہتی ہے

عندلیبانِ چمن سیر کریں شاد رہیں
بوئے گل باغ میں ہر سمت بسی رہتی ہے

اک مدت سے شہادت کی تمنا ہے مجھے
دستِ نازک میں ستمگر کے چھری رہتی ہے

اشک آنکھوں سے جو بہتے ہیں تو کیا حاصل ہو
ہاں مگر آگ تو سینہ میں لگی رہتی ہے

دل کو کیا سارے زمانہ کو جلا دے اشفاق
آتش شوق جو سینہ میں دبی رہتی ہے

اشفاق (لکھنوی)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

سندھ اور مسلمان

(از اے۔ ایم خان نشتر۔ گورکھپوری)

سندھ سے میرا مقصد دریائے سندھ نہیں بلکہ وہ سندھ ہے جس کے مشرق میں بحر فارس، مغرب میں کرمان شمال میں ہندوستان اور جنوب میں صحرائے اعظم پھیلا ہوا ہے۔ اگرچہ قدیم سندھ کا جغرافیہ کچھ ایسا تبدیل ہو چکا ہے کہ اب مطلق سمجھ میں نہیں آتا۔ وہ شہر جو قدیم زمانہ میں آباد تھے اب لاپتہ ہیں۔ ہاں اس زمانہ کے کچھ کھنڈرات باقی ہیں جو اب بھی زبانِ حال سے مسلمانوں کی کھوئی ہوئی قوت و جبروت کا مرثیہ پڑھ رہے ہیں۔ مؤرخین نے سندھ کی صحیح تاریخ معلوم کرنے کی کافی کوششیں کیں اور اس میں وہ ایک حد تک کامیاب بھی ہوئے لیکن بیشتر معاملات میں ان کے بیانات ایک دوسرے سے اسقدر مختلف ہیں کہ کچھ صحیح پتہ نہیں چلتا۔

خلفائے راشدینؓ کے عہد میں ملک عرب کے اندر اثر و اقتدار حاصل کرنے کے بعد مسلمانوں نے دیگر اندرونی و بیرونی طاقتوں کو اسلام کے سامنے سرنگوں ہونے پر مجبور کیا۔ اسوقت مسلمانوں کے دل و دماغ میں اس قسم جوش بھرا تھا کہ ان کے نزدیک موت ہی معراج کمال بن گئی تھی اور اسی جوش و خروش کے تحت ان کا سیلاب تمام دنیا میں پھیل رہا تھا۔ جسنے بڑے بڑے تاجداروں کی شوکت و عظمت کو پارہ پارہ کر کے رکھدیا۔

۲۰ھ میں مسلمانوں کا قدم ایران میں آیا اور کرمان و سجستان پر قبضہ ہو گیا۔ یہ گویا سندھ کی سرحد تھی۔ ہندوستان کی شہرت اسوقت تمام دنیا میں پھیلی ہوئی تھی لہٰذا قدرتی طور پر مسلمان اس طرف متوجہ ہوئے اور ان کے دل میں جوش اور شہادت کا شوق ابھرنے لگا۔ اور ہر فرزند توحید نشۂ شہادت میں جھومنے لگا۔

ہم ذیل میں ان حملوں کا ذکر کرتے ہیں جو خلفائے راشدینؓ کے عہد میں سندھ پر ہوئے۔ دیگر خلفائے اسلامؓ کی وقت میں جو حملے ہوئے ان کا ذکر کسی اور وقت کیلئے اٹھا رکھتے ہیں۔ سب سے پہلی بار عثمانؓ بن عاص ثقفی نے جو اسوقت بحرین اور عمان کا گورنر تھا خلیفہ وقت حضرت عمرؓ کی بغیر اجازت ایک لشکر سندھ پر روانہ کیا۔ یہ فوج بمبئی کے قریب تک آئی اور

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

معمولی جنگ کے بعد واپس چلی گئی۔ اس مہم کا مفصل حال تو اریخ سے نہیں ملتا۔

کچھ دنوں کے بعد عثمانؓ بن عاص کا بھائی حکم بحرین وعمان کا گورنر ہوا۔ اسنے اپنے بھائی مغیرہؓ بن العاص کی سرکردگی میں ایک لشکر دریا کے راستہ سندھ پر بھیجا۔ اسوقت سندھ کا راجہ چچ بن سلائچ تھا۔ یہ لشکر شہر دیبل تک آیا۔ یہاں سبھا بن دیوراج گورنر تھا۔ ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک زبردست جنگ ہوئی جس میں مغیرہؓ شہید ہوئے اور اسلئے جنگ جاری نہ رہ سکی۔

کچھ دنوں کے بعد دربار خلافت سے یہ فرمان جاری ہوا کہ ممالک ہند کی تحقیقات ہو۔ اور انکے نقشے تیار کئے جائیں ابو موسیٰ جو اسوقت عراق کے گورنر تھے اس کام پر معمور کئے گئے۔ آپ گزشتہ جنگوں کا حال ملاحظہ فرما چکے تھے۔ لہٰذا انہوں نے حضرت امیر المومنینؓ کی خدمت میں یہاں کی کافی مذمت لکھ بھیجی نیز مغیرہؓ کی شہادت کا حال مفصل طریق پر تحریر فرمایا۔ حضرت امیر المومنینؓ چونکہ بذات خود بحری جنگ کے خلاف تھے لہٰذا کچھ دنوں کیلئے سندھ پر حملے کا مسئلہ رک گیا۔

۲۲ھ میں عبداللہ بن عامر ربیعہ کرمان فتح کر کے سجستان میں داخل ہوئے۔ مسلمانوں کے اس بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کیلئے سندھ کے راجہ نے ایک لشکر سجستان کی کمک پر روانہ کیا۔ مسلمانوں نے ان دونوں لشکروں کو شکست فاش دی۔ اس سے ان کا جوش اور بڑھ گیا اور انہوں نے دربار خلافت سے دریائے سندھ کے پار جانے کی اجازت طلب کی۔ لیکن بجائے اسطرف بڑھنے کے انہیں بصرہ کی جانب بڑھنے کا حکم ہوا تاکہ ہندوستان اور فارس کا راستہ قابو میں رہے اور خلیج فارس پر مسلمانوں کا تسلط ہو جائے۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت آیا تو بحری جنگ کی عام اجازت ہو گئی۔ اسوقت عبداللہ بن عامر بصرہ کا گورنر تھا۔ اسکی دلی خواہش تھی کہ کسی طرح سندھ قبضہ میں آجائے۔ چنانچہ انہوں نے دربار خلافت سے اجازت حاصل کر کے حکیم بن جبلہ عبدی کو راستوں کی تحقیقات کیلئے روانہ کیا۔ انہیں راستہ میں بڑی تکلیفیں پیش آئیں اور سخت تکلیفیں اٹھانی پڑیں لہٰذا انہوں نے اپنی رپورٹ میں ہندوستان کی بیحد برائیاں دکھائیں اور اسطرح یہ معاملہ ایک بار پھر کچھ دنوں کیلئے ملتوی ہو گیا۔

جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ تخت خلافت پر متمکن ہوئے تو مسلمانوں کی خواہش ایک بار پھر ہندوستان پر حملہ کرنیکی ہوئی چنانچہ تاغر کی زیر سرکردگی ایک لشکر اس مہم پر روانہ کیا گیا۔ اسکی پہلی جنگ کنکن میں ہوئی۔ حارث بن مرہ نے جو اسلامی فوج کے کمانڈر تھے بڑی جوانمردی سے مقابلہ کیا اور ہندوؤں کو شکست دی۔ اسکے بعد مختلف مقامات پر جنگیں ہوئیں۔ اور مسلمان فتحیاب ہوئے۔ مسلمانوں کا جوش و خروش انتہائی ابھار پر تھا کہ یک بیک امیر المومنینؓ کی خبر شہادت نے ان کا دل توڑ کر رکھ دیا۔ اور اسلامی فوج مال غنیمت لے کر واپس چلی گئی۔

(اے۔ ایم خان)

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

مسلم خواتین کی بے پردگی

(مولانا عبدالقیوم ندوی صاحب آف ستر کھ ضلع بارہ بنکی)

ہندوستان کی اکثر اقوام نے بلکہ اگر یہ کہا جائے، کہ مسلمانوں کے علاوہ تمام اقوام نے بے پردگی کی عملی حمایت اور تائید میں پورے جوش و خروش، مستعدی اور سرگرمی، انہماک اور ہماہمی، سرگرمی اور زور قوت سے حصہ لیا۔ تو شائد مبالغہ نہ ہو، ان اقوام نے بے پردہ ہونیکے بعد جو کچھ کیا وہ سب کو معلوم ہے اور جو کچھ پایا وہ کوئی نہیں جانتا۔

اب تک مسلمان اس معاملہ میں پس رو اور پست ہمت تھے، انہوں نے پردہ پوری قوت کے ساتھ قائم رکھا اور اپنی قومی روایات میں حتی المقدور ذرہ برابر فرق نہ آنے دیا۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں ان نتائج سے بھی نسبتاً کم دو چار ہونا پڑا کہ جن کا تصوّر بھی ہمارے لئے سخت تکلیف دہ اور باعث اذیت ہے۔ لیکن افسوس مسلمان بھی تقلید یورپ کی وبا سے محفوظ نہ رہ سکے۔ اور انہوں نے بھی اس قوم (یورپین) کی اتباع اور پیروی کو فخر جانا کہ جن کے یہاں پردہ ایک معیوب اور لا یعنی چیز ہے۔ اسی لئے وہاں کے یہاں سیمیں بدن ہر روز سے

ساقی بجلوہ دشمن ایمان آگہی — مطرب بنغمہ رہزن تمکین و ہوش ہے

کا دلفریب منظر پیش کیا کرتے ہیں۔ بے پردگی کے ساتھ وہاں بیحیائی اور بے غیرتی، بے شرمی اور بے حجابی عام ہے۔ اور عصمت و عفت تو وہاں کی لغت میں سے

ہے یہ وہ لفظ کہ شرمندۂ معنے نہ ہوا

غرضیکہ مسلمانوں نے مغرب پرستی میں جہاں اور اپنی قومی اور مذہبی روایتوں کو یورپ کے نذر کر دیا۔ پردہ اور حیا و غیرت کو بھی اسپر قربان کر دیا۔ اور زمانے نے دیکھ لیا کہ عصمت اور عفت کی وہ پاک دیویاں کہ جن کی صورت کون کہے آواز تک لوگوں کے کان میں کبھی نہ پڑی ہوگی سینما، تھیئٹروں، سڑکوں اور گلیوں، پارکوں اور تفریح گاہوں میں نیم برہنہ، غیر محرموں کے ساتھ سیر و تفریح کرتی ہوئیں، نہایت ہی فخر و مباہات اور بے باکی کے ساتھ نظر آرہی ہیں۔ اور وہ کچھ کرتی ہوئی پائی جارہی ہیں۔ کہ جس کے لئے مدتوں سے لندن اور پیرس بانام ہیں۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

مسلمانوں کے یہ کسی خاص گروہ اور مخصوص قبیلہ کا تذکرہ نہیں۔ بلکہ عام طور پر یہ مرض پھیلتا جا رہا ہے کہ وہ یورپ کی پیروی اور اتباع کو اولین مقصد سمجھ رہے ہیں اور بے پردگی کی حمایت میں عملاً سرگرداں اور کوشاں نظر آرہے ہیں۔ اور آپس میں سیدھے سادے اور بھولے بھالے مسلمانوں کو بہت ہی زور قوت اور سرگرمی کے ساتھ اس بات کی طرف رغبت دلا رہے ہیں کہ وہ اپنی عصمت مآب بیویوں کو بے پردہ کر دیں۔ اور یورپ کی تقلید میں ان کو ان تمام امور کی اجازت دیدیں کہ جن کی اسلام انتہائی قوت کے ساتھ روک تھام کر رہا ہے۔ اور صدیوں سے کرتا آرہا ہے۔ مرد تو مرد اب عورتیں بھی اس مقصد جلیل کی تبلیغ میں تن و من سے منہمک اور مصروف عمل نظر آرہی ہیں۔ اور بے پردگی کی حمایت پر زور دار تقریریں کرتے ہوئے دیکھی جا رہی ہیں۔ حالانکہ یہی وہ خواتین ہیں کہ آج سے کچھ ہی عرصہ پیشتر بے پردگی کو اسقدر ناگوار سمجھا کرتی تھیں کہ آگ میں اور بھڑکتے شعلوں میں کود جانا گوارہ تھا مگر یہ ناممکن تھا کہ وہ ایک لمحہ کے لئے بھی بے پردہ رہ کر زندگی بسر کر سکیں۔ مگر افسوس امتداد زمانہ نے ہر عیب کو عین ہنر اور ہر برائی کو عین نیکی ثابت کر کے دکھا دیا ہے۔ نظریات میں عظیم الشان انقلاب واقع ہو چکا ہے اور خیالات ایک ایک کر کے بدل چکے ہیں۔ اگلوں کی نیکیاں اب برائیوں کا منظر پیش کر رہی ہیں۔ اور اسوقت کی برائیاں اب مجسم نیکیاں دکھائی جا رہی ہیں۔ سچ کہا ہے کہنے والے نے ؎

اس دور میں مے اور ہے جام اور ہے جم اور
ساقی نے بنا کی روش لطف و کرم اور

دفتر پیام شادی میں مندرجہ ذیل معزز نوجوانوں کے لئے رشتے مطلوب ہیں

قوم	کنوارا یا رنڈوہ	عمر	عہدہ	تنخواہ
سیّد	کنوارہ	۲۸	اسسٹنٹ اکاونٹنٹ آفیسر	۳۷۵
قریشی	"	۲۹	الیکٹرک انجینئر	۱۳۵
راجپوت	"	۲۷	نائب تحصیلدار	۱۲۵
"	رنڈوہ	۲۹	بی۔ اے بی ٹی ٹیچر	۹۰

مفصل دریافت طلب امور کے لئے مندرجہ ذیل پتہ پر ایک کا ٹکٹ لفافہ میں ارسال فرمائیں فہرست رشتہ ہائے جدیدہ معہ دستور العمل مفت طلب فرمائیں
مہتمم پیام شادی بل روڈ ۱۲ لاہور

رسالہ نواب صاحب ماہانہ
قلمی، ادبی، فکاہی، مصور مجلہ
چندہ سالانہ عہ
مندرجہ ذیل پتہ سے طلب فرمائیں
مینجر رسالہ نواب صاحب لاہور

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

یاد رکھنے والی

چند باتیں

براہ کرم

سب سے پہلے اِس بات کو ہمیشہ یاد رکھیے

کہ

آپ کو جس قسم کا قرآن مجید یا جس مضمون کی کتاب مطلوب ہو اسکے متعلق مندرجہ ذیل پتے سے ہماری خدمات سے فائدہ اٹھائیں

وہ اسلئے کہ

ہماری تجارت زیادہ فروخت اور تھوڑے منافع پر منحصر ہے،
ہمارا اصول قلیل منافع اور ہمارا معاملہ صداقت پر مبنی ہے

یہی وجہ ہے کہ

ہندوستان بھر میں ہمارے بالمقابل کوئی پبلشرز ارزاں کتابیں فروخت نہیں کر سکتا

لہٰذا

آئندہ صفحات کی فہرست کتب ملاحظہ فرما کر آپ اپنے لئے یا اپنی رفیقہ حیات کیلئے یا اپنے بچے بچیوں یا اپنے احباب و اقارب کیلئے جس قسم کی کتاب مطلوب ہو طلب فرما کر ممنون فرمائیں بلکہ ہمیشہ کار لائقہ سے یاد فرماتے ہوئے شکر گزار فرمائیں

ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز و تاجرانِ کتب بُل روڈ لاہور

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

مشاہیر ادب کی تاریخی ، اخلاقی ، ادبی مطبوعات

تاریخ اسلام جو اپنی بہترین نوعیت کے لحاظ سے تیسرے ایڈیشن میں قریب الاختتام ہے ۵۲۹ء سے ۱۹۲۹ء تک مسلمانوں کی چودہ سو سال کی مستند اور جامع تاریخ جسکی پانچ جلدیں یکجا مجلد ہیں قیمت تین روپے

سیرت خالد سیف اللہ خالدؓ بن ولید کی صحیح سوانح عمری۔ اور ان کے مجاہدانہ کارنامے مسلمانوں کو ضرور پڑھنے چاہئیں قیمت ایک روپیہ عہ،

فتوح العرب زمانۂ سلف کے جن مجاہدین اسلام کو جسقدر جہاد عرب میں کرنے پڑے، ان سب کے مفصل حالات قیمت عہ ر

فتوح الشام ملک شام میں مجاہدین اسلام کو جتنی دفعہ معرکہ آرا ہونا پڑا۔ ان کے سب کے مفصل حالات، قیمت تین روپے چار آنے،

فتوح المصر فتح مصر میں جن جانثاران اسلام نے جہاد اسلام میں شمولیت فرمائی ان کے حالات۔ قیمت ایک روپیہ عہ ر

انور پاشا انور پاشا کی اولالعزم ہستی محتاج تعارف نہیں، لیکن ان کے کارنامے بھی مسلمانو کو ضرور پڑھنے چاہئیں۔ قیمت بارہ آنے ۱۲ ر

ترکان احرار جدید ترکان احرار کے تاریخی حالات نہایت مفید کتاب ہے۔ قیمت ایک روپیہ (عہ)

سرسید کے اخلاقی مضامین بانی مدرسۃ العلوم علی گڑھ کالج کے بعض ان اخلاقی مضامین کا مجموعہ ہے۔ جو آپ نے تہذیب الاخلاق میں لکھے تھے۔ قیمت پانچ آنے ۵ ر

مولانا حالی کے ادبی مضامین مولانا حالی کی ادبی قابلیت آج بھی قابلقدر ہے۔ لہذا ان کے ادبی مضامین کا مطالعہ کرنا بھی خدمت ادب ہے۔ قیمت چھ آنے ۶ ر

علامہ شبلی کے تاریخی مضامین مولانا شبلی مرحوم ایسے مورخ تھے کہ زمانہ آجتک ان کا نعم البدل پیدا نہ کرسکا۔ تاریخی مطالعہ کے لئے آپ کے مضامین کا مطالعہ نہایت مفید ہے۔ قیمت ۶ ر

مولوی نذیر احمد کے علمی مضامین مولانا نذیر احمد تحقیق العلوم میں یگانہ تھے، لہذا ان کے علمی مضامین کا مطالعہ نہایت کارآمد ہے، قیمت چھ آنے ۶ ر

ملنے کا پتہ:۔ **ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز و تاجران کتب بلرو ڈ لاہو**

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

علمائے اسلام کی مذہبی، روحانی مطبوعات

تفسیر موضح القرآن اگر آپ کلام الٰہی کے معانی و آیات ربانی کا شانِ نزول و دیگر احکامات سے واقف ہونا چاہتے ہیں۔ تو حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی کی یہ عام فہم تفسیر مطالعہ فرمایئے قیمت تین روپے ئے ر

تجرید بخاری بخاری شریف کی نو ہزار صحیح اور مسلم الثبوت احادیث کا انتخاب ایک کالم میں عربی اور اسکے بالمقابل اردو ترجمہ، معہ فہرست مضامین جس سے ہر مضمون کی حدیث نکالی جا سکتی ہے۔ قیمت ﷲ ر

حقوق فرائض اسلام ارکانِ اسلام توحید، نماز روزہ، زکوٰۃ، حج کی تعلیم کے علاوہ تمام حقوقِ انسانی کی تعلیم اس کتاب میں دی گئی ہے قیمت عہ ر

نماز حنفی حصہ اول و دوم۔ نماز کی تمام کتابوں سے مشرح و مدلل کتاب ہے۔ جس میں نماز کے متعلق کوئی مسئلہ نہیں چھوڑا گیا۔ ہر دو حصہ عہ ر

کیمیائے سعادت حضرت علامہ امام غزالی کی تالیف لطیف کا اردو ترجمہ۔ فلسفہ اسلام پر اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں۔ قیمت عہ ر

کشف المحجوب (ترجمہ اردو) حضرت علی ہجویری عرف داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کی تالیف لطیف کا اردو ترجمہ تصوف کے متعلق بہترین کتاب ہے قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے عہ ر

خطبات دین محمدی خطبات کے متعلق اس سے بہتر کتاب آج تک طبع نہیں ہوئی قیمت عہ ر

چراغ دین محمد وعظ کے متعلق نہایت مفید کتاب ہے قیمت عہ ر

آئینہ حج و رپورٹ کمیٹی حج کے متعلق تمام ارکان و دیگر سفر کے حالات۔ آئینہ حج عہ ر رپورٹ کمیٹی عہ ر

پیارے نبی کے پیارے حالات رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت اور اخلاق مطالعہ کرنے کی مفید کتاب تین حصوں میں، قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے عہ ر

میلاد دین محمدی میلاد محمدی کی جتنی کتابیں آج تک طبع ہوئیں۔ ان سب سے بہتر کتاب ہے۔ قیمت ۶ ر

ملنے کا پتہ:۔ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز و تاجرانِ کتب بلرڈ لاہور

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

وعظ کبیر آئمہ مساجد کے لئے وعظ کی یہ مختصر مگر جامع کتاب نہایت مفید ہے۔ قیمت ۶ر

طریقہ دین محمدی اس میں فقہ کے تمام ابتدائی مسائل۔ یعنی وضو نماز وغیرہ کے بتائے گئے ہیں۔ قیمت ۶ر

ایوب صابر حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعہ صبر کے متعلق ہے۔ ۲ر

آئمہ اربع یعنی امام ابو حنیفہؒ۔ مالکؒ۔ حنبلؒ شافعیؒ کی سوانحعمریاں۔ قیمت ۳ر

یوسف زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام و زلیخاؓ کے قصہ احسن القصص کا ترجمہ و دیگر تاریخی واقعات، قیمت ۳ر

معجزات نبوت ہادیٔ اسلام حضور پرنور صلعم کے معجزات کا نادر مجموعہ۔ قیمت چار آنے ۴ر

کنز الدقایق اردو۔ کنز مسائل اسلامی کی مشہور کتاب ہے یہ اس کا اردو ترجمہ ہے۔ قیمت ایکروپیہ عہ

طب نورانی طب کی ضخیم و بہترین کتاب آسان اور عام فہم مضامین۔ ہر قسم کی بیماریوں کے علاج۔ قیمت عہ

قرابادین قادری ادویات مفرد و مرکب کے خواص اور ان کا طریق عمل قیمت ایکروپیہ عہ ر

خصائل و شمائل نبوی یعنی حضور پرنور صلعم کے خصائل و شمائل کا مجموعہ۔ قیمت ۴ر

قصیدہ ظہور امام مہدی ظہور امام مہدی کے حالات قیمت ۴ر

فالنامہ یورپ یورپ کا طریق فال و دیگر فالنامے قیمت ۵ر

رقعات غالب غالب کے ان خطوط کا مجموعہ جو انہوں نے اپنے احباب و شاگردوں کو ایسی طرزِ عبارت میں لکھے۔ جیسے آمنے سامنے باتیں ہو رہی ہیں۔ قیمت ۶ر

فیروز اللغات جو اپنی بہترین نوعیت سے پانچویں بار طبع ہوئی ہے اور ۱۸۸ صفحات کی کتاب ہے جسمیں الفاظ کے علاوہ محاورات ضرب الامثال کا کافی ذخیرہ موجود ہے۔ قیمت ۳ ر

تہذیب و شائستگی آنریبل سید محمود یعنی سر سید علیہ رحمتہ کے فرزند رشید کا ایک عالمانہ مضمون۔ قیمت ایک آنہ ۱ر

ملنے کا پتہ۔ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز و تاجران کتب بل روڈ۔ لاہور

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

تعلیم نسواں کی بہترین کتابیں

تعلیم نسواں کی پہلی - اس میں خدا و رسول صلعم کے احکام و عقائد اسلام - اخلاق ادب کی تعلیم ہے قیمت ۲ر

تعلیم نسواں کی دوسری - احکام اسلام اور بزرگوں کے آداب تعلیم خانہ داری وغیرہ کے آسان اور مختصر مضامین ہیں - قیمت ۳ر

تیسری تعلیم اسلام - سلیقہ شعاری - صبر - استقلال و دیگر مفید اسباق - قیمت ۴ر

چوتھی - اسلامی طریق معاشرت، تہذیب و تمدن و دیگر تاریخی مضامین قیمت ۵ر

پانچویں - مسائل اسلام - مشاہیر نسواں و دیگر ادبی معلومات قیمت چھ آنے ۶ر

ادیب نسواں خاوند کی اطاعت پردہ - گھر کے کام کاج و اخلاق ادب کی تعلیم قیمت ۴ر

انشائے نسواں - اردو لکھنے کا طریق رسم الخط کے آسان قواعد قیمت ۲ر

زنانہ اردو خط و کتابت زنانہ محاورات میں خط و کتابت کرنے کا طریقہ - قیمت ۳ر

انتظام خانہ داری - گھر کیسا ہونا چاہئے اسکے انتظام کا کیا طریقہ ہے قیمت ۳ر

کھانا پکانا - ہر قسم کے کھانے پکانے کی آسان ترکیب - قیمت ۵ر

خوان نعمت کلاں - ہر قسم کے لذیذ و مرغن کھانے اچار، چٹنیاں - مربے وغیرہ بنانے کی ترکیب قیمت ۶ر

رفیق نسواں یہ کتاب مضامین کے لحاظ سے فی الواقعہ عورتوں کی رفیق حیات ہے قیمت ۶ر

ماں بیٹی بچپن سے لیکر بڑھاپے تک ضروریات زندگی و دیگر امورات کی تعلیم - قیمت ۶ر

ہدیۃ المستورات - بعض مذہبی ضروری مسائل، کی تعلیم و دیگر اسلامی معلومات - قیمت ۳ر

گھر کی ملکہ گھر کے انتظام کا مکمل طریقہ قیمت ۲ر

لیڈی ڈاکٹر بچوں اور عورتوں کی پوشیدہ بیماریاں اور ان کے علاج - قیمت ۳ر

بہشتی حوریں - نیک بی بیوں کے متبرک حالات اور ان کے کارنامے - قیمت ۳ر

خورشید جہاں - ایک کنواری لڑکی کی دل ہلا دینے والی سچی سرگذشت، قیمت ۴ر

سگھڑ سہیلی - سگھڑ اور پھوہڑ سہیلی کا مقابلہ، فضول خرچی اور خوشامد کے نتائج - قیمت ۲ر

ملنے کا پتہ :- ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز و تاجران کتب بل روڈ - لاہور

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

تعلیم الاطفال کی مفید کتابیں

اسلام کی پہلی ۔ اسلامی عقائد۔ خدا کی نعمتیں پیغمبروں اور فرشتوں کا بیان قیمت ۱ر

" دوسری عقائد ایمان۔ منکر نکیر قیامت۔ پل صراط و دیگر مسائل نماز قیمت ۱۰ر

" تیسری اوقات نماز۔ تعداد رکعات۔ فرائض سنن نوافل وغیرہ ۲ر

" چوتھی، مسائل و صدقات، روزہ، فطرہ احکام وغیرہ قیمت ۳ر

" پانچویں مسائل زکوٰۃ واجبات و فرائض قیمت ۴ر

" چھٹی مسائل حج فضائل و ارکان حج قیمت ۶ر

" ساتویں دیگر مسائل اسلامی و بزرگان اسلام کے حالات قیمت ۷ر

" آٹھویں۔ تعلیم الاسلام، وعظ، خطب و دیگر ہدایات۔ قیمت ۸ر

سلسلہ تعلیم الاسلام سلسلہ تعلیم الاسلام، مولانا مولانا کفایت اللہ اول دوم سوم (کفایت اللہ ہر حصہ ۱۰ر

سرتاج الانبیاء حضور پرنور صلعم کی مختصر اور سلیس سوانحعمری۔ اور بچوں کے لئے بچوں کی زبان میں۔ قیمت چار آنے ۴ر

پیغمبر اسلام حضور پرنور صلعم سیرت و اخلاق کا مجموعہ، قیمت ۴ر

صدیق الرسول حضرت صدیق اکبر کی سوانح حیات وحالات خلافت قیمت ۳ر

فاروق الاسلام حضرت فاروق اکبرؓ کی سوانح حیات وحالات خلافت۔ قیمت ۳ر

جامع القرآن حضرت عثمان غنیؓ کی سوانح حیات وحالات خلافت قیمت ۳ر

سرتاج زہرا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی سوانح حیات وحالات خلافت قیمت ۳ر

آداب الاستاد۔ استاد اور والدین کے ادب کرنے کی مکمل تعلیم قیمت ۵ر

الایمان خورد (بچوں کے لئے ایمان کے آسان مسائل، قیمت ۲ر

الایمان کلاں) بڑوں کے لئے ایمان کے متعلق تمام معلومات۔ قیمت ۴ر

بہشتی زیور کامل (یہ علامہ مولانا اشرف علی تھانوی کی مشہور کتاب ہے۔ جسمیں عورتوں کے تمام مسائل درج ہیں۔ قیمت عہ

ملنے کا پتہ:۔ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز و تاجران کتب بل روڈ۔ لاہور

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
انسان اور اس کی زندگی	۲ر	ارمغان عرب	۴ر	ہجرت	۳ر
حکایات عرب	۳ر	امانت	۳ر	کبڑا شہزادہ	۳ر
افسانۂ ما	۵ر	سچائی کا پرندہ	۳ر	پھولوں کا ہار	۴ر
مور	۲ر	پریوں کا بادشاہ	۲ر	شاہ جہاں	۱ر
بایزید بسطامی	۲ر	انمول موتی	۳ر	حسن بصری	۱ر
انگلش ٹیچر جدید	۸ر	سولہ کہانیاں	۸ر	مہمان ومیزبان	۳ر
بڑی بی	۱۲ر	چار سہیلیاں	عہ ر	غزال	۱۰ر
بلقیس ملکۂ سبا	۳ر	موروں کی شہزادی	۴ر	پن شہزادی	۲ر
وفادار بیٹی	۱ر	بھکارن بہو	۱ر	جرنیل حمید	۲ر
دلاور سلطانہ	۲ر	یتیم لڑکی	۱ر	ندیدی بیگم	۱ر
دکھیاری دلہن	۱ر	دکھیا شہزادی	۱ر	شہزادی بلقیس	۱ر
جہانگیر کی چہیتی بیگم	۱ر	فریبی خالہ	۱ر	چھ مائیں	۱ر
اخلاقی گیت	۱ر	ننھے میاں	۱ر	رت جگے کی رات	۱ر
دولت کی پجارن	۱ر	لاڈلی بیٹی	۱ر	سوتیلی ماں	۱ر
چوروں کا گھر	۱ر	چوروں کی بہو	۱ر	بی ہمسائی	۱ر
جن کٹنی	۱ر	جادوگرنی	۱ر	فقیر کی جھونپڑی	۱ر
سگھڑ بیوی	۱ر	بازیگرنی	۱ر	پھولوں کا گہنا	۱ر
خطِ تقدیر	۶	فلورا فلورنڈا	۱۲	گناہ کی راتیں	عہ ر
بچپن کی محبت	۳ر	تصویر عشق	۳ر	تیر نظر	۲ر
اسیر حسن	۳ر	سوتیلی ملکہ	۲ر	محبت کے آنسو	۳ر
عورت کا دل	۴ر	دل کی قیمت	۴ر	شریف عیار	۲ر

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri

مثنوی ـ مسدس ـ منظومات ، غزلیات

بانگ درا سر اقبال مدظلہ العالی کا اسمِ گرامی محتاجِ تعارف نہیں۔ یہ انہیں کے اردو کلام کا مجموعہ ہے جسکا ایک ایک شعر جواہرات میں تولنے کے قابل ہے۔ اگر آپ نے آجتک اس مسلم اور فلاسفر شاعر اسلام کا کلام عالی نہیں دیکھا یا کچھ دیکھا ہے۔ اور کچھ نہیں دیکھا۔ تو آپ یہ کتاب ضرور مطالعہ فرمائیے، قیمت عہ/

مسدس حالی مولانا حالی کی یہ وہ نظم جو ہر صاحبِ ایمان کو وجد میں لاتی ہے۔ جسمیں زمانہ سلف و حال کے مسلمانوں کی پوری سیرت درج ہے قیمت ۴/

نظم حالی یہ بھی حالی کی ادبی نظموں کا قابلقدر مجموعہ ہے جس کی ہر ایک نظم مطالعہ کے قابل ہے۔ قیمت ۴/

دیوان کلیات نعت سرور قیمت عہ/

نور وحدت کامل نعت رسول کا مختصر مجموعہ ۴/

شمع رسالت " " " ۱/

صنم خانہ یثرب " " " ۱/

ساقی کوثر " " " ۱/

در یتیم " " " ۱/

مدینۃ الرسول " " " ۱/

مثنوی مولانا روم رح اگرچہ اس سے پہلے بھی مثنوی کے کئی ایک ترجمے شائع ہو چکے ہیں، لیکن ایسا منظوم ترجمہ آج تک طبع نہیں ہوا۔ جسکے اوپر مثنوی کا اصل شعر ہے اور نیچے ترجمہ کا اردو ترجمہ ہے۔ اسکے چھ حصے ہیں۔ فی حصہ کی قیمت عہ/ ہے اور چھ یکمشت طلب کرنے پر صرف معہ/

دیوان فیضی فیضی دربارِ اکبری کے ملک الشعرا تھے انکے فارسی علم ادب کا یہ نایاب مجموعہ ہے جسکا ہر ایک شعر تصوف میں ڈوبا ہوا ہے قیمت ۸/

میلاد اکبر اکبر وارثی میرٹھی کا نعتیہ کلام۔ قیمت ۴/

باغ کلام اکبر " " " ۳/

مولود جدید حضور پر نور صلعم کی ولادت کا بیان " ۲/

شہید " " " ۳/

سعدی " " " ۲/

رحمت الرحم " " " ۲/

مظہر النور " " " ۳/

سعیدی " " " ۲/

مثنوی گلزارِ نسیم۔ تعارف کی محتاج نہیں " ۲/

ترانۂ عاشق۔ عاشق صاحب کے عاشقانہ کلام کا مجموعہ " عہ/

ملنے کا پتہ:- ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز و تاجران کتب بل روڈ لاہور

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitzed by eGangotri